

النظر الی وجہ علی عبادۃ (الحدیث)

شانِ علی رضی اللہ عنہ

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مؤلف

محمد منظر مصطفیٰ نازؔ اشرفی

خطیب و امام
سنی جامع حنفیہ مسجد
محلہ ٹیپہ مکرانہ

مدرس
جامعہ حنفیہ نجم العلوم
جامعہ روڈ مکرانہ

ناشر:

نوجوانان اہلسنت

سنی جامع حنفیہ مسجد محلہ ٹیپہ مکرانہ

نام کتاب : شانِ علی (قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مصنف : محمد منظر مصطفیٰ نازؔ اشرفی

تصحیح وتقدیم : حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شاہد رضا برکاتی (آنند گجرات)

نظرِ ثانی : حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبد القادر رضوی (خطیب وامام سنی محمدی مسجد مکرانہ)
حضرت علامہ مولانا جمشید احمد مصباحی (مدرس جامعہ حنفیہ نجم العلوم، مکرانہ)

پروف ریڈنگ : حضرت مولانا محمد حسن رضا اشرفی (خطیب وامام قلندری مسجد مکرانہ)
مولوی افضل حسین اشرفی (الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور)، مولوی امتیاز عالم اشرفی (احمد آباد)

کمپوزنگ وطباعت: غلام محی الدین مصباحی (پروپرائٹر ہائی ٹیک کمپیوٹرس اینڈ پرنٹرس، جے پور)988789526

سنِ طباعت : ۱۴۳۵ھ/۲۰۱۳ء

ضخامت : ۶۴/صفحات

قیمت : ۴۰/روپے

ناشر : نوجوانانِ اہلسنّت سنی جامع حنفیہ مسجد، محلّہ ٹیپہ، مکرانہ

ملنے کے پتے:

1۔ سنی جامع حنفیہ مسجد، محلہ ٹیپہ مکرانہ (ناگور)
2۔ جامعہ حنفیہ نجم العلوم، مکرانہ
3۔ برکاتی بک ڈپو، گوڑا باس، مکرانہ
4۔ قادری کتاب گھر، مینارہ مسجد، مکرانہ
5۔ المجمع الصفا شعبۂ نشر واشاعت جامعہ فاطمۃ الزہراء، ناپا آنند گجرات
6۔ مدرسہ اہلسنّت ظہور الاسلام، محلہ سرائے والان، گھاٹ گیٹ، جے پور

انتساب وایصالِ ثواب

☆ جد کریم حضرت حافظ وقاری **محمد توحید الدین** مرحوم
(وفات ۱۱/شوال ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۵/نومبر ۲۰۰۴ء بروز جمعرات)

کے نام جن کی نگاہِ فیض نے شعور وآگہی کی توفیق بخشی۔

☆ جدۂ محترمہ **صائمہ بانو** مرحومہ
(وفات ۴/جمادی الاخریٰ ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۱/جون ۲۰۰۷ء بروز جمعرات)

کے نام جن کی دعائے شفقت نے مجھے علمی زندگی عطا کی۔

☆ مشفق مربی، والد بزرگوار حضرت علامہ مولانا **محمد منصور الحسن اشرفی** خلیفۂ اشرفی رحمۃ اللہ علیہ
(وفات ۱۹/محرم الحرام ۱۴۲۸ھ مطابق ۸/فروری ۲۰۰۷ء بروز جمعرات)

کے نام جن کی ہالہ نیم شبی ودعائے سحر گاہی نے مجھے علم مصطفےٰ سے سرفراز کیا،
زمانہ طالب علمی میں ظاہری سایۂ عاطفت اٹھ جانے کے بعد باطنی وروحانی
سایۂ عاطفت ودعائے شفقت سے ہمیشہ مجھے شرفیاب فرمایا۔

"گر قبول افتد زہے عز وشرف"

فقط

محمد منظر مصطفےٰ نازؔ اشرفی عفی عنہ

فہرست

منقبت درشانِ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خاموش ہیں تو دین کی پہچان علی ہیں
گر بولیں تو لگتا ہے کہ قرآن علی ہیں

قرآن تو دیتا ہے ہمیں دعوتِ ایمان
ایمان یہ کہتا ہے میری جان علی ہیں

امت میں نمایاں ہیں سبھی اہل ولایت
اصحابِ ولایت کے بھی سلطان علی ہیں

اس باغ نبوت کی کلی فاطمہ زہراء
حسنین ہیں دو پھول تو گلدان علی ہیں

ہے مدِ مقابل کو بھی پینے کی اجازت
صفین کے موقعہ پہ بھی ذیشان علی ہیں

میں شمع شبستان ولایت کہوں کس کو
دل بول اٹھا شمع شبستان علی ہیں

....

پیشکش: حضرت مولانا جمشید احمد مصباحی
مدرس جامعہ حنفیہ نجم العلوم، مکرانہ

تقریظِ جلیل

جامع معقولات ومنقولات حضرت علامہ مولانا **مفتی محمد فاروق اعظم** صاحب قبلہ شمسی
نائب شیخ الحدیث دارالعلوم شیخ احمد کھٹو، احمد آباد (گجرات)

زیرِ نظر تالیفِ مسمّٰی ''شانِ علی قرآن واحادیث کی روشنی میں'' حضرت مولانا حافظ وقاری **محمد منظر مصطفیٰ ناز اشرفی** کی وسیع مطالعہ وادراک اور کشادہ فہمی کا خوبصورت نتیجہ ہے۔ مؤلف کتاب بے حد خلیق، ملنسار اور انتہائی متحرک، فعال شخصیت ہیں، ماشاء اللہ بہترین عالم فاضل اور تحقیق فی الفقہ سے دلچسپی رکھنے والے ہیں۔ ہمہ وقت کسی بھی کام کے لئے تیار رہتے ہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ اگران کے پاس علم ہے تو اپنے اس علمی میدان میں بھی بہت کچھ کرنے کا جذبہ بھی رکھتے ہیں۔ تحریر کی معنویت کا اندازہ محرر کی صلاحیت اور وسعت مطالعہ سے ہوتا ہے۔ عربی کا مقولہ ہے''قدر المؤلَّف بقدر المؤلِّف'' کتاب کا مصنف جتنا عظیم ہوتا اتنی ہی کتاب عظمت کی حامل ہوتی ہے۔ میں نے اس کتاب کا مطالعہ بنظر غائر کیا تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ موصوف نے ہزاروں اوراقِ گل کی خوشبو ایک ہی عطر دان میں رکھ دی ہے۔ جس میں انھوں نے شانِ علی کے تعلق سے نادر معلومات باتیں یکجا کر دی ہیں اور لطف یہ ہے کہ مصنف موصوف نے اپنی قابلیت کا جوہر دکھاتے ہوئے کتاب کو حوالہ جات سے مزین فرمایا ہے۔

آفریں صد آفریں لائق تحسین یہ کہ جس قدر فقیر کی نظر سے گذرا معتمد ومستند پایا ہے۔ الحاصل یہ تالیف دینی ودنیوی معلومات کا انمول خزانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس تالیف اوران کی اس سعئ جمیلہ کو مقبول عام وخاص کردے اور مولف اوران کے آباء واجداد کو دارین کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔ اور مؤلف کو صحت وتندرستی عطا فرمائے اور قلم وقرطاس میں اور بھی زور عطا فرمائے۔ آمین۔

محمد فاروق اعظم شمسی

خادم تدریس وافتا دارالعلوم شیخ احمد کھٹو احمد آباد گجرات

تاثرِ جمیل

معمارِ قوم وملت حضرت علامہ مولانا الحاج قاری **محمد شمس الدین** صاحب قبلہ قادری
خطیب وامام سنی جامع مسجد، مکرانہ وسربراہِ اعلیٰ جامعہ حنفیہ نجم العلوم، مکرانہ

حامداً و مسلما

زیرِ نظر کتاب ''شانِ علی'' عزیز القدر حضرت مولانا حافظ وقاری **منظر مصطفیٰ ناز اشرفی** سلمہ کی غالباً تیسری کوشش ہے، فقیر قادری نے مکمل کتاب کا مطالعہ کیا ہے۔ عزیز گرامی قدر نے بہت سلیس انداز میں یہ کتاب ترتیب دی ہے کہ ہر خاص وعام کی سمجھ میں آجائے آیاتِ قرآنیہ اوراحادیث نبویہ سے مزین یہ کتاب نفع خلائق کا باعث بنے گی۔

مولانا موصوف جواں سال، پُرعزم، باہمت، مخلص ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے پہلو میں ملت اسلامیہ کی اصلاح کے لئے ایک دردمند دل رکھتے ہیں جس کا اظہار وقتاً فوقتاً اصلاحی پروگرامات کے ذریعے ہوتا رہتا ہے۔ شہر مکرانہ کے عظیم الشان دارالعلوم جامعہ حنفیہ نجم العلوم سے موصوف کی حفظ وقرأت اورابتدائی درس نظامی کی تعلیم رہی ہے اورآج وہ جامعہ ہٰذا میں ہی درس وتدریس کی ذمہ داری بحسن وخوبی نبھا رہے ہیں۔ امامت وخطابت کے ساتھ شاعرانہ ذوق بھی رکھتے ہیں۔

الحاصل! ایسی کتابوں کی ضرورت ملت اسلامیہ کو ہے میں دعا کرتا ہوں کہ ہمارے نوجوان علماء کرام اس طرف قدم بڑھائیں جس سے ملت فیضیاب ہو خدائے قدیر اس کتاب کو مقبول عام فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

گدائے اولیاء

شمس الدین قادری

مکرانہ

تقدیم

نازشِ فکر وفن حضرت علامہ مولانا حافظ وقاری مفتی **محمد شاہد رضا** صاحب قبلہ برکاتی شمسی
(شیخ الحدیث جامعہ فاطمۃ الزہراء، ناپا، آنند گجرات)

آفاقی و ہمہ گیر مذہب کا نام اسلام ۔ اس کے ماننے والوں کا نام مسلمان ۔ اور قومِ مسلم کی اسلامی زندگی ، معاشی زندگی ، معاشرتی زندگی ، سماجی زندگی اور سیاسی زندگی کا دستور وقانون اور ماخذ اصلیہ قرآن وحدیث ہے دنیا کے جملہ علوم وفنون اسی بحرنا پیدہ کنار کی پیداوار ہیں ۔اعلانِ عام ہے’’**تبیانًا لکل شئی** ‘‘ لیکن ہرایک فرد اس معجز ومقدس قرآن کو سمجھ لے؟ ایسا ممکن نہیں ۔اس لئے کہ اس بحر بیکراں کا مشاق غوطہ زن بھی اپنی طاقت وحیثیت کے مطابق ہی اس میں سے کچھ نکال پا تا ہے ۔اور یہ ضروری بھی نہیں کہ وہ نکالی ہوئی چیز اصلی موتی ہو۔واضح اعلان ہے’’**یضل به کثیرا و یهدی به کثیرا**‘‘

احادیث رسول میں بھی یہی معاملہ ہے کہ ثقہ وعدول، صحیح ،ضعیف ،مقبول وموضوع ، ناسخ ومنسوخ اور مراتب وطرق سے جیسے نازک رشتے سے نابلد ہونے کی وجہ سے صحیح مفاہیم پیش کرنا سب کے بس کی بات نہیں ۔

آنکھ والا تیری جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

قرآن واحادیث رسول کے ذخائر و دفاتر تراجم ، مطالب و مفاہم ، مصادق وروابط ، تقاضائے حالات اور حالات کی مناسبت کا صحیح علم کے لئے اعلیٰ ذہن ، کامل فہم وادراک ، صفائے قلب ، ربطِ خدا اور ربطِ مخلوق خوفِ خدا وعشق رسول ضروری عناصر ہیں ان سے خالی ہونے کی صورت میں ایمان جانے اور گمراہ

ہونے کا اندیشہ ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ ان ضروری عناصر سے کورے ہونے کی وجہ سے رافضی ، خارجی ، قدری ، جبری ،معتزلی جیسے نام نہاد نئے نئے فرقوں نے جنم لینے کی کوشش کی ۔اوران کی تفرقہ بازی نے اسلام کی فضا کومسموم وپاماش کرنے کی کوشش کی لیکن صحابۂ کرام وعلمائے کبار کی مقدس جماعت نے ہمیشہ کے لئے اس کوشش کو ناکام کردیا ،جس کی بنا پر وہ سب یا تو خارج از ایمان ہوگئے یا گمراہ ہوگئے ۔

رسولِ باوقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے جاں نثار ووفادار صحابۂ کرام کی ظاہری وباطنی ایسی عمدہ تربیت فرمائی کہ تاریخِ انسانیت میں اس کی نظیر نہیں ملتی بلکہ صحابہ کرام نبی دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ ہیں ۔جیسا کہ **الفروق للقرآن** صفحہ۳۰۴ پر ہے ۔ **لولم یکن رسول الله صلی الله علیه وسلم معجزة الا اصحابه لکفره فی اثبات نبوته** ۔یعنی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ صحابہ کے علاوہ نہ ہوتا تو اثباتِ نبوت کے لئے وہی کافی ہوجاتا ۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم معجزے کا تذکرۂ جمیل سیر وتواریخ کا لازمی واہم حصہ ہے ۔اس کے علاوہ قرآن واحادیث میں صحابۂ کرام کے فضائل ومناقب پورے آب وتاب کے ساتھ روشن وعیاں ہیں ۔انہیں گروہ میں ایک نمایاں نام اہل عبا اور پنجتن پاک کا ممتاز وخاص فرد حضرت علی کی ذاتِ بابرکت ہے ۔ذاتِ علی وصفاتِ علی کا کیا کہنا ؟ علی وہ ہیں جن کے فضائل ومناقب میں سب سے زیادہ احادیث مروی ہیں ۔وہ علی جو **باب العلم** ہیں، **باب الحکمت** ہیں، **مجمع الفضائل و الکمالات** ہیں، **مظهر العجائب و الغرائب** ہیں ،شانِ عالی میں بہت کچھ لکھا جاچکا ،لکھا جارہا ہے لکھا جائے گا ، اس سلسلے کی کڑی میں جڑنے کے لئے علمی حلقوں میں سے ایک جواں سال محرر پیرانہ عزم ،شجاعی جگر لے کر ایک حسین وخوبصورت گلدستہ’’ شانِ علی قرآن واحادیث کی

روشنی میں'' کی شکل میں لے کر حاضر ہونے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔
کتاب ممدوح کے مؤلف حضرت علامہ مولانا حافظ وقاری مفتی **محمد منظر مصطفیٰ ناز اشرفی** ہیں جو میرے برادرِ صغیر و ہردلعزیز ہیں، نوعمر و نو فارغ ہیں، مقرر ہیں، محرر ہیں، مدرس ہیں، انتظامی امور کی صلاحیت سے لیس ہیں۔ خدمت دین و خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار ہیں۔ فی الحال مکرانہ راجستھان کی سرزمین پر جامعہ حنفیہ نجم العلوم کے ممتاز مدرس ہیں۔ اور اسی شہر کے سنی جامع حنفیہ مسجد کے پیش امام وخطیب ہیں۔

مؤلف موصوف از یں قبل دو کتابیں قوم کے حوالے کر چکے ہیں۔ جس میں سے ایک کتاب بنام ''مصباح شریعت'' میری نظر سے گزری ہے۔ اس کتاب کی نظرِ ثانی وتصحیح کے لئے مولانا موصوف نے بذریعہ فون اصرار و پیہم کے ساتھ وعدہ کروالیا، بذریعہ ڈاک بھیج کر جلد از جلد تصحیح کا مطالبہ کرنا شروع کر دیا۔ ساتھ ہی ساتھ تاثرات کا بھی مطالبہ کرنا شروع ہوگیا۔ اور میرا حال یہ ہے کہ درس و تدریس کی ذمہ داری اور تعلیمی انتظامی امور کا بوجھ ہمیشہ سر پر سایہ فگن رہتا ہے لیکن وعدہ خلافی بھی تو نہیں کرسکتا تھا اس لئے مولانا موصوف کی فرمائش کے مطابق وقت نکال کر تین نشست میں از ابتدا تا انتہا سرسری نظر سے دیکھا مگر حوالہ جات کی تصدیق کی طرف رجوع نہ کرسکا، کیونکہ یہ عظیم کام مجھ جیسے کم علم، و ہیچ مداں کی بس کی بات نہیں، ضرورت کے مطابق ربط و تعلق، تشریح و خلاصہ رد و بدل وغیرہ کے لوازم سے لیس کر کے اصلاح کر دی گئی ہے۔

اب اس کتاب میں کیا نیا پن ہے؟ وہ آپ مطالعہ کے بعد خود ہی فیصلہ کرلیں گے لیکن اس کتاب کی توصیف میں اتنا ضرور کہا جاسکتا ہے کہ اس میں نیا انداز ہے، نیا مضمون ہے، جسے مولانا موصوف نے اہل علم حضرات کی بارگاہ میں پیش کیا ہے۔ کتابِ موصوف میں مولانا موصوف نے تقریباً پندرہ آیات، پندرہ

احادیث مرفوعہ، پندرہ احادیث موقوفہ کی روشنی میں اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ان کی مصداق یا تو بشمول صحابہ کرام حضرت علی ہیں یا تنہا حضرت علی ہیں۔ یا اس پر صحابہ کرام کے عمل کے ساتھ حضرت علی کا بھی عمل ہے۔ یا تنہا حضرت علی کے عمل کرنے کا شرف حاصل ہے۔ غالبًا اسی مناسبت کے سبب سے کتاب کا نام رکھا ''**شانِ علی قرآن واحادیث کی روشنی میں**'' اسم بامسمّٰی کی مناسبت سے مضمون کی تکمیل کے بعد مؤلف نے حضرت علی کی زرّیں اقوال بعنوان ''اقوال علی بزبانِ علی'' کو بھی زینت کتاب بنایا ہے۔

اس عظیم کام پر صمیم قلب سے عزیز اسعد حضرت مولانا **منظر مصطفیٰ** سلمہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ رب تعالیٰ اور زیادہ زورِ قلم و زورِ بیاں عطا فرمائے۔ مذکورہ چند سطور مولانا موصوف کے بے جا اصرار اور بے انتہا محبت کی بنیاد پر کمالِ عجلت کے ساتھ سپردِ قرطاس ہوگئے باوجودیکہ اپنی کم مائیگی اور بے علمی کا مجھے احساس ہے۔

''گر قبول افتد زہے عز و شرف''

دعا گو
محمد شاہد رضا شمسی برکاتی عفی عنہ
خادم الافتاء والتدریس جامعہ فاطمۃ الزہراء (ناپا، آنند گجرات)

مجھے کچھ کہنا ہے اپنی زبان میں

مبسملا و حامدا و مصلیا و مسلما

کروں کچھ خدمتِ لوح وقلم کچھ ایسی تمنا ہے — کہ چلے ہر آہو سوئے حرم کچھ ایسی تمنا ہے
بروزِ حشر جب جنت پکارے نیکو کاروں کو — مجھے بخشوائے نازؔان کا کرم کچھ ایسی تمنا ہے

آج سے تقریباً تین سال قبل میری دو کتاب ''مصباحِ شریعت''، ''قرآن اور صاحبِ قرآن'' منظر عام پر آئی، رب کریم کے فضل و کرم اور سید المرسلین علیہ التحیۃ والثناء کی رحمت بیکراں سے میری ادنیٰ کاوش کو عوامی سطحوں و علمی حلقوں میں مقبولیت کا شرف حاصل ہوا۔

پھر میں اپنے کرم فرما والدین و بزرگانِ دین و جملہ اساتذۂ کرام کی دعاؤں کے سائے تلے پندرہ آیاتِ قرانی تقریباً تیس احادیث مرفوعہ وموقوفہ اور تقریباً ۱۰۷ راقوالِ علی پر مشتمل مستند کتابوں کے حوالے کے ساتھ ایک نایاب گلدستہ بنام ''شانِ علی قرآن وحدیث کی روشنی میں'' اربابِ ذوق واصحابِ شوق کی خدمت میں حاضر کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں۔ اس امید کے ساتھ کہ میری یہ ادنیٰ کوشش آپ کے چہروں پر مسکراہٹ، اذہان وقلوب میں نور ایمان کی جگمگاہٹ لانے کا سبب بن جائے اور میرے لئے ان الحسنات یذهبن السیئات کے مصداق بن جائے۔

پیش نظر کتاب اگرچہ مکمل سوانح علی پر مشتمل نہیں، مگر پھر شانِ علی کو اجاگر کر کے قوم وملت کے اندر اصلاح کرنے کی جدو جہد کی گئی ہے۔
میں ان تمام حضرات کا تہہ دل سے بے حد ممنون ومشکور ہوں جنہوں نے

اپنے تاثرات کو قلمبند فرما کر، قیمتی اوقات کو تصحیح کتاب میں صرف فرما کر، کتاب کی ترتیب سے لے کر طباعت تک، نشرواشاعت کے ہر مرحلے میں اپنے زریں مشوروں اور دعاؤں سے نوازا۔

خصوصیت کے ساتھ استاذ المکرّم حضرت علامہ ''مفتی محمد فاروق اعظم صاحب شمسی'' (احمد آباد گجرات)، استاذ المکرّم حضرت علامہ مولانا ''محمد شمس الدین صاحب قادری'' (مکرانہ راجستھان)، حضرت علامہ ''مفتی محمد شاہد رضا صاحب برکاتی'' (آنند گجرات)، حضرت علامہ و مولانا ''جمشید احمد صاحب مصباحی'' (جامعہ حنفیہ مکرانہ)، حضرت علامہ مفتی ''عبد القادر صاحب رضوی'' (مکرانہ)، حضرت علامہ مولانا ''حسن رضا صاحب اشرفی'' (مکرانہ)، حضرت علامہ مولانا ''غلام محی الدین صاحب مصباحی'' (جے پور)، حضرت علامہ مولانا ''محمد حسن رضا صاحب قادری'' (جے پور) اور جملہ نوجوانانِ اہلسنّت محلّہ ٹیبہ مکرانہ کا تہہ دل سے ممنون ومشکور ہوں اور دعا گو ہوں کہ مولیٰ ان کے علم وعمل میں ترقی عطا فرمائے۔ اورانہیں عمر خضری سے نوازے۔

اخیر میں جملہ اربابِ علم و دانش حضرات سے گذارش کروں گا کہ اگر کوئی خامی نظر آئے تو بچشم عفو ملاحظہ فرما کر اطلاع دے دیں۔ تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تلافی ہو جائے۔ لیکن زبان طعن وتشنیع کے ساتھ نہ کھولیں کیونکہ یہ بزرگوں کا شیوہ نہیں ہے۔

طالب دعا
محمد منظر مصطفےٰ نازؔ اشرفی عفی عنہ

شانِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس نیلگوں افلاک کے شامیانے تلے شہرت پانے والوں کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری ہے کوئی حکومت وسلطنت میں مشہور ہوا تو کوئی صنعت وحرفت میں، کوئی جاہ وجلال میں عروج کمال کو پہنچا تو کوئی جود ونوال میں، کسی نے جرأت و بہادری کی سرحدوں کو عبور کیا تو کوئی ہمت و جوانمردی کے میدان میں خیمہ زن، کوئی علم وفضل میں یکتائے روزگار رہا تو کوئی تقویٰ و پرہیزگاری کا شادر ہوا۔ اسی فہرست میں ایک ایسی عظیم المرتبت شخصیت ہے جو اسد اللہ اور مرتضٰی جیسے بہترین لقب سے ملقب ہوئے، جن پر علم وحلم، تقویٰ وطہارت، صبر وقناعت، ہمت و شجاعت، دلیری و بہادری جیسی خوبیاں ناز کرتی ہیں یعنی امام الاولیاء، سندالاصفیاء، زینت الاتقیاء، شیر خدا، دامادِ مصطفیٰ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ذات ستودہ ہے، آپ کی ذات جامع الصفات اور بحر الخصائل تھی۔ آپ ذی فہم عالم، صاحب الرائے فقیہ اور صاحب بصیرت رہنما تھے، جن کے قضایا اور فیصلوں کا احترام خود حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا کرتے تھے اور اہم معاملات میں ان کی رائے کے بغیر کوئی فیصلہ صادر نہیں فرماتے تھے جیسا کہ خود مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے:

”میں خلافت صدیقی و فاروقی میں ان دونوں کا معاون ومشیر رہا اور تاحین حیات ان کی حمایت کرتا رہا۔“

مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ذات بابرکات میں بے شمار، ان گنت اوصاف حمیدہ اور خصائل محمودہ پائے جاتے ہیں۔ لیکن عشق

رسول اور قربت مصطفیٰ کے حوالے سے آپ نے خصوصی مقام پایا جہاں تک کسی کی بھی رسائی نہ ہوسکی۔ اس مقام پر سیدنا علی شیر خدا کے اس قول کا ذکر کرنا ضروری ہے جس میں آپ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی لذت آفریں کیفیت کو بیان کر کے اس بات کو ثابت کردیا کہ محبت رسول کا پرچم سربلند کرنا اور اطاعت مصطفیٰ کا چراغ دل میں روشن رکھنا ہی ایمان کی بنیاد ہے۔

حضرت قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”سیدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کس قدر محبت تھی، سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

کان واللّٰہ احب الینا من اموالنا واولادنا وآبائنا وامھاتنا ومن الماء البارد علی الظما.

ترجمہ: اللہ کی قسم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں اپنے اموال، اولاد، آباء واجداد اور امہات سے بھی زیادہ محبوب تھے اور کسی پیاسے کو ٹھنڈے پانی سے جو محبت ہوتی ہے ہمیں آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس سے بھی بڑھ کر محبت تھی۔“

(الشفا، جلد۲، ص:۵۶۸)

اس وارفتگیٔ عشق رسول کا اعلیٰ معیار مقام صہبا میں بھی دیکھنے کو ملتا ہے کہ سیدنا علی ”عقل قربان کن بہ پیش مصطفیٰ“ کا مظہر بنتے ہوئے اپنی نماز عصر کو محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آرام پر قربان کردیا جس کے صلے میں اس محبوب نے اپنے عاشقِ صادق کو ایسی نماز عصر ادا کروائی جس پر رہتی دنیا تک مصلین، ساجدین وعابدین فخر کرتے رہیں گے، حضرت علی رضی اللہ عنہ میں پائی جانے والی

تمام خصوصیات حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قربت و معیت کا نتیجہ ہے کہ بچپن میں آقا کے ہی کفالت میں رہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات تک جدا نہیں ہوئے۔ جیسا کہ خود مولائے کائنات کا ارشاد ہے:

''قریبی رشتہ داری اور خاص مرتبہ کے باعث جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک میرا جو مقام ہے اس کو تم خوب جانتے ہو میں ابھی چھوٹا ہی تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے گود میں لیا۔ مجھے اپنے سینے سے لگاتے، آپ کا بستر مبارک مجھے ڈھانپتا، آپ کا جسم اقدس مجھ سے مس ہوتا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے اپنا پسینہ مبارک سونگھاتے۔''

(علموا اولادکم محبت آل بیت النبی ص۱۴۶)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شان و منزلت کا اندازہ اس حدیث سے بھی ہوتا ہے جس کو ام عطیہ نے روایت کیا ہے:

''حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ہاتھ اٹھا کر دعا کر رہے تھے کہ یا اللہ! مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک میں علی کو بخیر و عافیت دیکھ نہ لوں۔''

(ترمذی شریف ص۶۴۳)

مذکورہ بالا سطور میں اس بات کا ذکر ہے کہ بچپن ہی سے حضرت علی کو معیت و صحبت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دولت لازوال میسر تھی اور تا وقت

وصال آپ اس نعمت سے مستفید ہوئے، اس صحبت کا اثر یہ ہوا کہ آپ نے بچپن ہی میں نزول قرآن کے مناظر کا مشاہدہ کیا، مقام نزول اور شانِ نزول بھی آپ کی نگاہوں میں رہا بلکہ ان افراد و اشخاص کو بھی آپ جانتے تھے جن کے بارے میں آیات کا نزول ہو رہا تھا یہی وجہ ہے کہ تفسیر قرآن اور نزول کے اسباب کے علم میں آپ نے وہ کمال حاصل کیا جو اوروں کا مقدر نہ بن سکا۔

جیسا کہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے ابن سعد کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے:

''حضرت علی نے فرمایا کہ بخدا جتنی آیات قرآنی نازل ہوئی ہیں ان سب کا مجھے علم ہے۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ کس کے لئے اور کہاں اور کس طرح نازل ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ اس نے مجھے قلب سلیم، عقل و شعور اور زبان گویا عنایت کی ہے۔''

(تاریخ الخلفاء ص:۱۸۷)

قرآن فصاحت و بلاغت کا امام ہے کہ دنیا کے سارے بڑے بڑے فصیح و بلیغ قرآن کی فصاحت و بلاغت کے آگے حیران نظر آتے ہیں۔ مگر قدرت نے حضرت علی کو اس قرآن پاک کا حقیقی عرفان عطا کیا تھا۔ جس کی بدولت آپ نے علوم و فنون میں وہ حیرت انگیز کارنامے انجام دیئے جو تاریخ کے صفحات پر ہمیشہ ہمیش کے لئے مرقوم رہیں گے۔

آپ کے علم و فضل، تقویٰ و طہارت اور تفقہ فی الدین سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا۔ دینی احکام کے استنباط میں آپ کو کمال حاصل تھا اور اس بات میں بھی کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ مولائے کائنات بہت ہی صاحبِ شجاعت

شخصیت کے حامل تھے جس کی سینکڑوں مثالیں شاہد ہیں۔

یاد رکھیں کہ میرا مقصد صرف حضرت علی کی شان کو قرآن واحادیث کی روشنی میں پیش کرنا ہے نہ کہ سوانح علی کو مکمل تحریر کرنا، ہاں بعض چند باتیں ضمناً پیش کی جائیں گی۔

ولادت باسعادت

حضرت علی کی ولادت ۱۳/رجب المرجب بروز جمعہ اعلانِ نبوت سے دس سال قبل خانہ کعبہ میں ہوئی۔ آپ کا نام نامی ''علی'' لقب ''اسد اللہ'' اور ''مرتضیٰ'' ہے کنیت ''ابوالحسن'' اور ''ابوتراب'' ہے۔

شجرۂ نسب

علی ابن ابی طالب بن عبدالمطلب (اصل نام شیبہ) بن ہاشم (اصل نام عمرو) بن عبدمناف (اصل نام مغیرہ) بن قصی (اصل نام زید) بن کلاب بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن عدنان۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول ص:۳۱)

حضرت علی کی والدہ محترمہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبدمناف ہے۔ بچپن میں ہی آپ مشرف باسلام ہوگئے تھے آپ کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی لختِ جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوا تھا۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ''قرآن علی کے ساتھ ہے اور علی قرآن کے ساتھ ہے''۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شرافت و کرامت اور علو مرتبت پر ایسا جامع اور مانع اور فصیح و بلیغ جملہ ہے جس پر پوری کائنات رشک کرتی ہے اس میں واضح اشارہ ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کو قرآن فہمی میں جو کمال حاصل ہوا وہ حصہ دوسروں کو نہ ملا اور ایسا اس لئے کہ جس زمانے میں

قرآن نازل ہو رہا تھا آپ اس وقت سے پیغمبر دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت با برکت میں حاضر تھے اور بچپن ہی سے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تربیت و کفالت اور زیر سایہ اپنی زندگی گزار رہے تھے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

ان القراٰن انزل علی سبعة احرف مافیها حرف الا وله ظهر و بطن و ان علیا عنده من الظاهر و الباطن.

ترجمہ: یعنی بے شک قرآن پاک سات قرأتوں میں نازل ہوا، اور کوئی حرف ایسا نہیں ہے جس کا ایک ظاہر اور ایک باطن نہ ہو اور ہر حرف کے ظاہر و باطن کا علم حضرت علی کے پاس ہے۔

(حلیۃ الاولیاء، جلد-۱، ص ۶۸)

اور اس قول کی تصدیق خود آپ کے قول سے بھی ہوتی ہے، چنانچہ جا بجا آپ یہ فرمایا کرتے کہ اگر میرے اونٹ کی رسی گم ہو جائے تو میں اسے قرآن میں تلاش لوں گا۔ یہ آپ کے کمالِ علم اور قرآن فہمی کا نتیجہ ہے ورنہ رسی کی گمشدگی کا قرآن سے کیا تعلق؟

شانِ علی قرآن کی روشنی میں

یوں تو بے شمار آیاتِ قرآنیہ کی مصداق حضرتِ علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں جن میں سے کچھ آیات حضرت علی کے سوا کسی کو عمل کرنے کا موقع نصیب نہیں ہوا لیکن میں یہاں اپنے عنوان کے پیش نظر پندرہ آیاتِ قرآنیہ پیش کرتا ہوں۔

پہلی آیت کریمہ

''وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّشۡرِىۡ نَفۡسَهُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰهِ ؕ

وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ (پ۲،سورۂ بقرہ،آیت:۲۰۷)

ترجمہ: اور کوئی آدمی اپنی جان بیچتا ہے اللہ کی مرضی چاہنے میں اور اللہ بندوں پر مہربان ہے۔ (کنزالایمان)

ثعلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے بعض کتابوں میں دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب ہجرت کا ارادہ فرمایا تو اپنا قرض ادا کرنے اور اپنے پاس رکھی ہوئی لوگوں کی امانتیں واپس لوٹانے کے لئے آپ نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ میں اپنے پیچھے چھوڑ دیا تھا اور جبکہ مشرکین آپ کا گھر گھیرے ہوئے تھے، حضرت علی کو حکم دیا کہ میری سبز چادر اوڑھ کر میرے بستر پر سو جاؤ، اگر اللہ نے چاہا تو تمہارے ساتھ کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آئے گا۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا جیسا کہ آقا نے فرمایا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل و میکائیل علیہما السلام سے فرمایا کہ تم دونوں علی ابن ابی طالب کی طرح کیوں نہیں ہو جاتے۔ میں نے علی ابن ابی طالب اور محمد مصطفےٰ علی التحیۃ والثنا کے درمیان مواخات (الفت ومحبت) کا رشتہ قائم کیا تو علی اپنی زندگی اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بستر اطہر پر سو گئے اور اپنی زندگی پر ان کی زندگی کو ترجیح دی، تم دونوں زمین پر جاؤ اور علی کی ان کے دشمنوں سے حفاظت کرو۔

اللہ تعالیٰ کے حکم سے دونوں حضرات یعنی حضرت جبرئیل و حضرت میکائیل علیہما السلام زمین پر اترے، جبرئیل حضرت علی کے سر اور میکائیل ان کے پیروں کے پاس کھڑے ہو گئے اور جبرئیل کہنے لگے علی ابن ابی طالب مبارک ہو، مبارک ہو، کون تمہاری ہمسری (برابری) کا دعویٰ کرسکتا ہے۔ اللہ عز وجل فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کررہا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محترم ومکرم علیہ التحیۃ والثنا پر جب وہ ہجرت کرتے ہوئے مدینے جارہے تھے۔ یہ آیت نازل

کریمہ''''وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ حضرت علی کی شان میں نازل فرمائی۔

دوسری آیت کریمہ

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ (پ۴،سورۂ ال عمران آیت:۱۵۲)

ترجمہ: اور بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں سچ کر دکھایا اپنا وعدہ جب کہ تم اس کے حکم سے کافروں سے قتال کرتے تھے۔ (کنزالایمان)

سدی بیان فرماتے ہیں کہ جب جنگ احد کے موقعے پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مشرکین کے سامنے پہنچے تو اپنے تیراندازوں کو حکم فرمایا وہ پہاڑ کی چوٹی پر مشرکین کے سامنے کھڑے ہو جائیں اور آپ نے تاکید کی کہ اپنی جگہ سے ہرگز نہ ہٹیں۔ آپ نے ان کا مقابلہ کرنے کے لئے حضرت عبد اللہ بن جبیر کو مقرر فرمایا۔ اس کے بعد طلحہ بن عثمان جو مشرکین کا جھنڈا لئے ہوا تھا اس نے کھڑے ہو کر کہا اے محمد کے ساتھیو! تمہارا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد ہی تمہاری تلواروں سے ہمیں جہنم میں پہونچا دے گا تو کوئی تم میں ہے جسے اللہ میری تلوار سے جنت میں پہنچا دے؟

یہ سن کر حضرت علی ابن ابی طالب کھڑے ہوئے اور کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اس وقت تک تجھ سے جدا نہ ہوں گا جب تک اللہ تعالیٰ میری تلوار سے تجھے جہنم میں پہنچا نہ دے۔ حضرت علی نے اس پر تلوار کی ایسی ضرب لگائی کہ اس کا پیر کٹ گیا اور وہ زمین پر ڈھیر ہو گیا، اس کی شرمگاہ کھل گئی، اس نے آواز لگائی کہ چچا زاد بھائی! تجھے اللہ کا واسطہ رحم کر، یہ سن کر حضرت علی نے اسے چھوڑ دیا، یہ منظر دیکھ کر جناب رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور حضرت علی کے دوستوں نے ان سے کہا کہ اس کو چھوڑ کیوں دیا؟ حضرت علی نے فرمایا کہ اس کی شرمگاہ کھل گئی تھی اس نے مجھے اللہ کا واسطہ دے کر قسم دی تھی اس لئے مجھے اس پر مزید وار کرنے سے شرم آئی۔

(جامع القرآن عن تاویل آیت القران)

اللہ اکبر کیا شان ہے مولائے کائنات کی، کہ دشمنوں کے نرغے میں بھی آپ شریعت مطہرہ کا پاس ولحاظ کرتے ہیں، اور آپ کی غیرتِ ایمانی کو یہ گوارہ نہ ہوا کہ میدانِ جنگ میں جس کی شرم گاہ کھل جائے اس پر وار کیا جائے۔ اس سے آپ کی غیرتِ فطری اور طبیعت کی نظافت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

تیسری آیت کریمہ

اَفَمَنۡ كَانَ مُؤۡمِنًا كَمَنۡ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا يَسۡتَوٗنَ (پ۲۱، سورۂ سجدہ آیت: ۱۸)

ترجمہ: تو کیا جو ایمان والا ہے وہ اس جیسا ہو جائے گا جو بے حکم ہے یہ برابر نہیں۔ (کنز الایمان)

عطار بن یسار بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت مدینہ میں حضرت علی ابن ابی طالب اور ولید بن عقبہ ابن معیط کے بارے میں نازل ہوئی ہے ولید اور حضرت علی کے درمیان کچھ کہا سنی ہوگئی تھی۔ ولید نے کہا میں تم سے زیادہ زبان کا تیز، زیادہ مہارت رکھتا ہوں، حضرت علی نے اس کے جواب میں کہا کہ اپنی زبان بند رکھو تم فاسق ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مذکورہ نازل فرمائی۔

مذکورہ آیت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت علی کا کیا مقام ہے، کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندے سے وہ الفاظ نہیں کہلوانا چاہتا ہے کہ جس سے کسی کو تکلیف ہو فوراً اس بات کی تنبیہ دی کہ اے علی! تمہاری زبان سے یہ الفاظ نکلیں یہ تیرے شایانِ شان نہیں

چوتھی آیت کریمہ

لِنَجۡعَلَهَا لَكُمۡ تَذۡكِرَةً وَّ تَعِيَهَاۤ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ (پ۲۹، سورۂ الحاقہ آیت: ۱۲)

ترجمہ: کہ اسے تمہارے لئے یادگار کریں اور اسے محفوظ رکھے وہ کان کہ سن کر محفوظ رکھتا ہو۔ (کنز الایمان)

مکحول بیان کرتے ہیں کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وَّ تَعِيَهَاۤ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ کی تلاوت فرمائی پھر حضرت علی کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا میں نے اللہ سے دعا کی ہے کہ آیت میں جس کان کا ذکر ہے اسے تمہارا کان بنادے۔ حضرت علی ابن ابی طالب فرماتے ہیں کہ اس کے بعد صورتِ حال یہ ہوگئی تھی کہ میں اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سن کے بھولتا نہیں تھا۔

حضرت بریدہ کا بیان یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت علی سے یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ علی! اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں قریب کروں اور کوئی کوتاہی نہ کروں، تمہیں تعلیم دوں اور تم اسے محفوظ کرلو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ میں لے لیا ہے کہ تمہارے دل میں اسے محفوظ کردے، اس موقع پر مذکورہ آیت نازل ہوئی۔

(جامع القرآن عن تاویل آیات القرآن)

آیت کریمہ کے شانِ نزول سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ رب العزت نے حکم دیا کہ آپ حضرت علی کو قربِ خاص عطا فرما کر ان کی حفاظت و صیانت کی رعایت کریں علاوہ ازیں آیت میں لفظ اذن (کان) کا مصداق حضرت علی کو قرار دینے میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دلی خواہش تھی جس کی بدولت حضرت علی کی قوتِ حافظہ میں مضبوطی آئی۔

جیسا کہ کئی روایتوں سے ثابت ہوتا ہے۔

پانچویں آیت کریمہ

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ (پ۶،سورۂ مائدہ،آیت:۵۵)

ترجمہ: تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے۔(کنزالایمان)

حضرت عبداللہ ابن عباس، سدی، عتبہ بن حکیم اور غالب بن عبداللہ کہتے ہیں کہ اللہ کا ارشاد اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ سے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد ہیں۔حضرت علی مسجد میں حالت رکوع میں ہیں کہ اسی وقت ایک سائل گزرا آپ نے اسے اپنی انگوٹھی اتار کر دے دی۔

(تفسیر نعیمی جلد۶،ص۴۳۷)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

اب رہا یہ سوال کہ حالت رکوع میں حضرت علی نے کیسے انگوٹھی نکالی؟ کیا ان کی نماز باطل ہوگئی تھی یا نہیں؟ اگر ہوگئی تھی تو حضرت علی نے نماز کیوں باطل کی سائل کو بعد نماز بھی دے سکتے تھے۔اس کا جواب یہ ہے کہ وہ انگوٹھی حضرت علی کی انگلی میں ڈھیلی تھی جس کو نکالنے میں زیادہ دقّت نہیں ہوتی تھی تو یہ عمل قلیل ہوا اور عمل قلیل سے نماز باطل نہیں ہوتی ہے۔

(حوالہ تفسیر خزائن العرفان)

اور اس آیت کے اندر جو صفت بیان کی گئی وہ صفت حضرت علی کے اندر ہے اس کی توثیق میں ایک اور روایت عبایہ ابن ربعی کا بیان ہے کہ ایک دن

عبداللہ بن عباس زمزم کے کنارے بیٹھے تھے کہ اسی دوران ایک صاحب عمامہ باندھے وہاں تشریف لائے، حضرت ابن عباس نے کہا کہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں آپ بتائیں کہ آپ کون ہیں؟ تو اس شخص نے عمامہ کو اپنے چہرے سے ہٹایا اور کہا اے لوگو! میں جندب ابن جنادہ یعنی ابوذر غفاری ہوں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے (اگر میں جھوٹ بولوں تو میرے کان بہرے اور آنکھیں اندھی ہو جائیں) کہ علی صالحین کے قائد ہیں اور کافروں کو قتل کرنے والے ہیں جو ان کی مدد کرے گا اس کی مدد کی جائے گی اور جو ان کو چھوڑ دے گا، اسے چھوڑ دیا جائے گا۔

چھٹی آیت کریمہ

طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ (پ۱۳،سورۂ رعد،آیت:۲۹)

ترجمہ: ان کو خوشی ہے اور اچھا انجام۔(کنزالایمان)

ابوجعفر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اللہ کے ارشاد یعنی مذکورہ آیت طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ کا مطلب دریافت فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا طوبیٰ ایک درخت کا نام ہے جس کی جڑیں میرے گھر میں ہیں اور اس کی شاخیں اہل جنت پر ہے۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جب دوسری بار اس کی تفسیر معلوم کی گئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ طوبیٰ جنت میں ایک درخت کا نام ہے جس کی جڑیں علی کے گھر میں ہیں اور شاخیں اہل جنت پر ہیں۔

ہم نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ نے پہلے کچھ اور فرمایا تھا اور اب کچھ اور؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کل قیامت کے دن میرا اور حضرت علی کا گھر ایک ہی جگہ ہوگا۔

(الکشف والبیان فی تفسیر القرآن)

آیت کی تفسیر میں مفسرینِ کرام نے لفظ طوبیٰ (بشارت) کا مصداق حضرت علی کو قرار دیا ہے۔ مزید یہ کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بروز قیامت اپنا اور حضرت علی کا ٹھکانہ ایک ہی جگہ قرار دیا ہے۔ یہ آپ کی شانِ امتیازی ہے۔

ساتویں آیت کریمہ

وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ (پ۱۳،سورۂ رعد،آیت:۴۳)

ترجمہ: اور وہ جسے کتاب کا علم ہے۔ (کنزالایمان)

حضرت عبداللہ ابن عطار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں ابوجعفر (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ مسجد میں بیٹھا ہوا تھا میں نے دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے ہیں میں نے حضرت ابوجعفر سے عرض کیا کہ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ شخص جس کے پاس کتاب کا علم ہے وہ حضرت عبداللہ ابن سلام ہیں؟ حضرت ابوجعفر نے فرمایا نہیں وہ تو حضرت علی ابن ابی طالب ہیں۔

ابن الخلیفہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص جس کے پاس آسمانی کتاب کا علم ہے وہ حضرت علی ابن ابی طالب ہے۔

مذکورہ آیت کریمہ سے حضرت علی کے علم کے بارے میں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی علم کے سمندر تھے۔

آٹھویں آیت

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ (پ۲۸،سورۂ تحریم آیت:۴)

ترجمہ: بیشک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبرئیل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔ (کنزالایمان)

مذکورہ آیت کے بارے میں مفسرین کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس میں صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ سے مراد علی ابن ابی طالب ہیں۔

اس سے حضرت علی کا صالح اور شریف ہونا پتہ چلتا ہے کہ حضرت علی متقی اور پرہیزگار اور صلح پسند تھے۔

نویں آیت کریمہ

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ (پ۲۹،سورۂ معارج آیت:۱و۲)

ترجمہ: ایک مانگنے والا وہ عذاب مانگتا ہے جو کافروں پر ہونے والا ہے اس کا کوئی ٹالنے والا نہیں۔ (کنزالایمان)

سفیان بن عینیہ سے قرآن کی آیت سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ کی تفسیر معلوم کی گئی اور پوچھا گیا کہ کس بارے میں نازل ہوئی ہے تو انہوں نے فرمایا کہ تم نے ایسا سوال کیا جو تم سے پہلے کسی نے مجھ سے نہیں کیا ہے۔ میرے والد نے مجھ سے جعفر بن محمد کے واسطے بیان کیا اور وہ اپنے اجداد میں سے کسی سے بیان کرتے ہیں۔

جب رسول کریم علیہ التحیّۃ والثّناء غدیر خم پر تھے تو لوگوں کو بلایا، تمام لوگوں کے جمع ہونے کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا ''میں جس کا مولیٰ ہوں علی بھی اس کے مولیٰ ہیں''۔ یہ

بات عام ہوئی اور تمام علاقوں تک پہنچی ، یہ خبر جب حارث بن نعمان فہری کو ملی تو اپنی اونٹنی پر سوار ہوکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ مقام ابطح میں پہنچ کر اپنی اونٹنی سے اترا اور اسے بٹھا کر باندھ دیا ، پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا ، آپ اس وقت اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے ، اس نے کہا اے محمد ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم سے بیان کیا ہے کہ ہم اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں ، آپ کی یہ بات ہم نے تسلیم کی ، پھر آپ نے ہمیں پنج وقتہ نماز کا حکم دیا ، ہم نے اسے بھی قبول کیا ، آپ نے زکوٰۃ کا حکم دیا ، ہم نے اسے بھی اپنایا ، حج کے تعلق سے گفتگو کی ہم نے اس کو بسر وچشم قبول کرلیا ، روزہ کے احکام کو بھی دل سے لگایا ، اس پر آپ نے بس نہیں کیا ، اور اپنے عم زاد (چچا کا لڑکا) کو بلند کرکے اسے ہمارے اوپر فضیلت دی اور یہ کہہ دیا کہ میں جس کا مولیٰ ہوں علی بھی اس کے مولیٰ ہیں ، کہا یہ بات من گھڑت ہے یا اللہ کا حکم ہے ؟

آپ نے فرمایا کہ اللہ کا حکم ہے ۔

یہ سن کر حارث ابن نعمان اپنی سواری کی طرف یہ کہتا ہوا پلٹا کہ اے اللہ اگر یہ بات صحیح ہے تو آسمان سے ہم پر پتھر برسا دے یا دردناک عذاب بھیج دے ، حارث ابھی اپنے گھر نہیں پہنچا تھا کہ اللہ نے اس پر پتھر برسا دیا جو اس کے سر پر لگا اور سرین کے راستے سے باہر نکل گیا جس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوگئی ، اس پر آیت مذکورہ نازل ہوئی ۔

اس آیت کریمہ سے مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی بارگاہِ الٰہی میں قربت ومحبوبیت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے ، اور ساتھ ہی یہ راز بھی ہر ایک پر ظاہر ہوگیا ، جو منکر ولایت علی ہوتا ہے ، وہ نمازی ، حاجی ، غازی ، اور صائم الدھر ، قائم اللیل ہونے کے باوجود بھی بارگاہِ خداوندی میں مجرم

ٹھہرتا ہے اور سزائے الٰہی کا حقدار ہوتا ہے ۔

دسویں آیت کریمہ

وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (پ۲۶، سورۂ فتح آیت: ۲۰)

ترجمہ : اور اللہ نے تم سے وعدہ کیا ہے بہت سی غنیمتوں کا کہ تم لوگے تو تمہیں یہ جلد عطا فرمادی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دئے اور اس لئے ایمان والوں کے لئے نشانی ہو ۔ (کنزالایمان)

حضرت محمد بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسولِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے ، یہ سفر رات کا تھا ، سلمہ بن اکوع ہمارے ساتھ تھے ایک شخص نے عامر سے کہا اپنے رجز یہ اشعار (جنگ میں پڑھے جانے والے اشعار) نہیں سناؤ گے عامر شاعر تھے چنانچہ انھوں نے رجز یہ اشعار پڑھنا شروع کیا ۔ ہم نے خیبر کا محاصرہ کرلیا ، اس دوران ہمیں سخت بھوک لگ رہی تھی پھر اللہ نے فتح نصیب فرمائی ، رسولِ خدا علیہ التحیۃ والثناء نے اس دن جہاد کا علَم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دیا ، ان کے ساتھ کچھ لوگ بھی نکلے ، خیبر والوں سے مڈبھیڑ ہوئی لیکن حضرت عمر اور ان کے ساتھیوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور وہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس واپس آگئے ، حضرت عمر اپنے ساتھیوں کو بزدلی کا طعنہ دیتے رہے ، بارش کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان تشریف نہ لاسکے ، حضرت عمر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علَم ابوبکر نے اپنے ہاتھوں میں لیا اور بہادری کے ساتھ جنگ کی لیکن آخر کار واپس آگئے ، حضرت عمر نے دوبارہ علَم اپنے ہاتھوں میں لیا اور سخت جنگ کی جو پہلے سے بہت سخت تھی ، لیکن پھر واپس آگئے ۔

اس صورت حال کی اطلاع نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دی گئی تو آپ نے فرمایا:

’’میں جہاد کا علَم کل ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔‘‘

اس وقت حضرت علی وہاں پر موجود نہیں تھے۔

دوسرے دن حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور قریش کے دیگر لوگوں کو امید تھی کہ شاید جہاد کا علَم ان کے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سلمہ بن اکوع کو حضرت علی کے پاس ان کو بلانے کے لئے بھیجا وہ ان کو اونٹ پر بٹھا لائے، اس وقت حضرت علی کی آنکھوں میں شدید تکلیف تھی۔ سلمہ بن اکوع کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کو سہارا دیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا کیا ہوا ہے؟ حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ! آنکھیں آئی ہوئی ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قریب آؤ اور اپنا لعابِ دہن (تھوک) ان کی آنکھوں میں لگا دیا، آنکھ کی تکلیف جاتی رہی۔

آپ نے جہاد کا علَم ان کے ہاتھ میں دیا، حضرت علی نے علَم لہرایا اور خیبر پہنچے، مرحب جو قلعے کا سردار تھا اس وقت وہ نکلا اور یہ اشعار پڑھ رہا تھا:

قد علمت خيبر انی مرحب
شاکی السلاح بطل مجرب
اطعن احيانا حينا اضرب
اذا الحروب اقبلت تلتهب
کان حمای کا لحمی لايقرب

ترجمہ: خیبر کو معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں، میں ہتھیار رکھنے والا اور

تجربہ کار بہادر ہوں، جب جنگ کے شعلے بھڑکتے ہیں تو کبھی وار نیزے سے کرتا ہوں اور کبھی تلوار سے، میرا قلعہ اس چراگاہ کی طرح ہے جہاں پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس کے مقابلے میں مندرجہ ذیل اشعار پڑھتے ہوئے آگے بڑھے۔

انا الذی سمتنی امی حيدرة
کليث الغابات کوية المنظرة
اوفيهم بالصاع کيل السندرة

ترجمہ: میں ہی وہ انسان ہوں جس کی ماں نے اس کا نام حیدر رکھا ہے، وہ گھنے جنگل میں رہنے والا شیر کی طرح ہے اور میدانِ جنگ میں بہت زیادہ کشت وخون کرتا ہے۔

دونوں کی تلواریں ٹکرائیں، حضرت علی نے آگے بڑھ کر تلوار اس طرح ماری کہ تلوار سر کو پھاڑتی ہوئی داڑھ تک پہنچ گئی، اس طرح خیبر کو انہوں نے حاصل کرلیا۔ اور فتح ان کے ہاتھ پر ہوئی۔

اس آیت کی تفسیر میں رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو تفسیر میں نقل فرمائی ہے اس کی مناسبت سے شانِ علی کی عظمت و رفعت کا ظہور ہوتا ہے۔ جس میں انبیائے سابقین کی بعثت کا مقصد کی نبی کی نبوت اور حضرت علی کی ولایت کو عام کرنا ہے، اور یہ آپ کی اعجازی شان ہے۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

مندرجہ بالا قول ’’جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے الخ‘‘ اس سے کوئی شخص یہ اندازہ نہ لگائے کہ حضرت علی کے علاوہ جتنے اصحاب تھے ان کے دل میں اللہ و رسول کی محبت نہ تھی۔ اور اللہ و رسول ان سے راضی نہ تھے، نہیں بلکہ

اس جگہ ایسا قول صرف حوصلہ افزائی کے لئے کہا گیا ورنہ سارے اصحاب یقیناً حق پر ہیں، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (پ۳۰،سورۂ بینہ،رکوع ۲۳)

ترجمہ: اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی۔ (کنزالایمان)

گیارہویں آیت کریمہ

وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ (پ۲۵،سورۂ زخرف،آیت:۴۵)

ترجمہ: اور ان سے پوچھو جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے کیا ہم نے رحمٰن کے سوا کچھ خدا ٹھہرائے جن کو پوجا ہو۔ (کنزالایمان)

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور اس نے کہا اے محمد! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ سے پہلے جو انبیاء بھیجے گئے تھے ان کو کس لئے بھیجا گیا تھا میں نے پوچھا کس لئے؟ اس فرشتہ نے جواب دیا کہ آپ کی نبوت ورسالت اور حضرت علی کی ولایت کا اعلان کرنے کے لئے۔

(تاریخ دمشق ابن عساکر جلد۲،ص ۹۱۷)

مطلب ومفہوم یہ ہوا کہ سارے انبیاء خدا کی وحدانیت کو بتلانے اور اس کے احکام کو بتلانے کے لئے تشریف لائے اور انہی احکام میں شانِ رسالت کو بتلانا بھی تھا اور معہ حضرت علی کی ولایت کو بھی ظاہر کرنا تھا۔

بارہویں آیت کریمہ

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ۝ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ (پ۲۷،سورۂ رحمٰن، آیت ۱۹-۲۰)

ترجمہ: اس نے دو سمندر بہائے کہ دیکھنے میں معلوم ہوں ملے ہوئے۔ (کنزالایمان)

مذکورہ آیت کے متعلق چند اقوال ہیں جس میں قرآن کی اس آیت سے مراد حضرت سفیان ثوری نے شیر خدا حضرت علی کو لیا ہے۔ سفیان ثوری بیان کرتے ہیں کہ قرآن کی آیت مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ سے مراد حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما ہیں اور اللہ کا ارشاد يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ سے حسن وحسین مراد ہیں اور قرآن کی آیت بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ سے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد ہیں۔

(الکشف والبیان فی تفسیر القرآن)

تیرہویں آیت کریمہ

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ (پ۱۲،سورۂ ہود،آیت:۱۷)

ترجمہ: تو کیا وہ جو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہو اور اس پر اللہ کی طرف سے گواہ آئے۔ (کنزالایمان)

بیان کیا جاتا ہے کہ اس آیت مذکورہ میں شاہد سے مراد حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ قریش کے ہر آدمی کے بارے مین قرآن کی کوئی نہ کوئی آیت نازل ہوئی، ایک آدمی نے سوال کیا آپ کے بارے میں کون سی آیت نازل ہوئی ہے؟ فرمایا یہ آیت اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ۔ نازل ہوئی۔

چودھویں آیت کریمہ

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝ اِنَّمَا

نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا (پ۲۹،سورۂ دہر آیت:۸-۹)

ترجمہ: اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو (بعض قیدی کو) ان سے کہتے ہیں کہ ہم تمہیں خاص اللہ کے لئے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکر گذاری نہیں مانگتے۔ (کنز الایمان)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت علی ابن ابی طالب کے بارے میں نازل ہوئی ہے، واقعہ یہ ہے کہ حضرت علی نے ایک یہودی کے یہاں کچھ جو کے بدلے کام کیا، کام کے بعد ان کو جو جو ملے، اس کا تہائی حصہ پیس کر آٹا بنایا گیا پھر اس سے کھانے کے لئے کوئی چیز بنائی جب کھانا تیار ہوگیا تو ایک مسکین آیا، اس نے سوال کردیا، آپ نے وہ کھانا اس کے حوالے کردیا، اس کے بعد جو کا دوسرا تہائی آٹے کا کھانا بنایا جب کھانا تیار ہوگیا تو ایک یتیم آگیا اور اس نے سوال کردیا، آپ نے کھانا اس کے سپرد کردیا، پھر باقی حصہ کا کھانا تیار ہوا تو ایک قیدی آگیا اس نے بھی سوال کردیا، تیار شدہ کھانا اس کو دے دیا گیا، گھر والوں نے اس دن فاقے میں گزارے۔

اللہ اکبر کیا شان ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خود تو پیٹ پر پتھر باندھ لیا مگر یتیموں، مسکینوں اور سائلوں کو محروم نہ کیا۔

صاحب خزائن العرفان اس کا شان نزول اس طرح مرقوم فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی اور حضرت فاطمہ اور ان کی کنیز فضہ رضی اللہ عنہم کے حق میں نازل ہوئی حسنین کریمین رضی اللہ عنہما بیمار ہوگئے، ان حضرات نے ان کی صحت پر تین روزوں کی نذر مانی، اللہ تعالیٰ نے صحت عطا فرمائی، نذر پوری کرنے کا وقت آیا تو سبھی نے روزے رکھے جب افطار کا وقت آیا اور روٹیاں سامنے رکھی گئیں تو اسی وقت ایک مسکین ایک دن، دوسرے دن یتیم، اور تیسرے دن ایک اسیر (قیدی) آیا تینوں دن یہ روٹیاں ان کو دے دی گئیں اور صرف پانی سے افطار

کیا گیا۔

مذکورہ آیت کی تفسیر اور اس کے سبب نزول سے بھی اس بات کا انکشاف ہوتا ہے کہ آپ دریا دلی، جوادی اور سخاوت وغمگساری میں بھی یکتائے روزگار ہیں کہ آپ نے اپنی کمائی کے معمولی جَو کو بھی یتیموں، مسکینوں اور قیدیوں پر قربان کردیا اور خود فاقہ پر گذارا کیا۔ دوسری تفسیر کی رو سے بھی اس آیت کا مصداق حضرت علی کو قرار دیا گیا جس میں آپ اور آپ کے اہل خانہ نے مسلسل تین روز فقط پانی سے افطار کیا اور جو اشیاء حاضر تھیں اسے سائلوں کے حوالے کردیا، یہ آپ کی دریا دلی اور جوادی کا ایک نمونہ تھا۔

پندرہویں آیت

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ (پ۲۸،سورۂ مجادلہ،آیت:۱۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم رسول سے کوئی بات آہستہ عرض کرنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے دو۔ (کنز الایمان)

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جب امیروں نے عرض و معروض (سوال وجواب) کا سلسلہ دراز کردیا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ فقراء کو اپنی عرض پیش کرنے کا موقع کم ملنے لگا تو حکم ہوا کہ عرض کرنے سے پہلے صدقہ دو، اور اس حکم پر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک دینار میں صدقہ کرکے دس مسئلہ دریافت کیا۔ جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم خود فرمایا کرتے تھے کہ قرآن میں ایک آیت ایسی ہے، **ما عمل بها احد قبلي و لا يعمل بها احد بعدي**۔ کہ اس پر نہ مجھ سے پہلے کسی نے عمل کیا اور نہ کوئی میرے بعد عمل کرے گا۔ (تفسیر خازن جلد۴ صفحہ ۲۴۶)

کیونکہ اس کے بعد اس آیت کا حکم منسوخ ہو گیا۔ اور رخصت نازل ہوئی اور سوائے حضرت علی مرتضیٰ کے اور کسی کو اس پر عمل کرنے کا موقع نہ ملا۔

(تفسیر خزائن العرفان)

ذکر کردہ مذکورہ بالا آیات کی تفسیر حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا حیدر کرار کرم اللہ وجہہ الکریم کی علوم مرتبت اور بلندی درجات کی آئینہ دار ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ''**القرآن مع علی**'' کے فرمانِ عالیشان کے ذریعہ حضرت علی کو قرآن فہمی، خدا شناسی، محرم اسرار الٰہی، علوم شریعت وطریقت اور رموز حقیقت ومعرفت کا سمندر بنا دیا، یہی وجہ ہے کہ آپ کے علوم وعرفان کی وسعت اس قدر بڑھی کہ مشہور تابعی حضرت سعید بن مسیّب کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب میں صرف حضرت علی کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ کہیں ''**سلونی عما شئتم**'' (جو چاہو مجھ سے پوچھ لو)

قرآن جس طرح علی کا ہم سفر رہا اسی طرح علی بھی قرآن کے ہمرکاب رہے کہ علی کی خلوت وجلوت، علی کی رزم وبزم، علی کی صبح وشام، علی کی خاموشی و گویائی، علی کی عبادت و بندگی، علی کی اطاعت وفرمانبرداری، علی کی شجاعت و بہادری، علی کا صبر وقناعت، علی کا ایثار وتوکل اور علی کی نشست و برخاست سب کی سب قرآنی آیت کی ترجمان ہوا کرتی تھیں۔

شانِ علی احادیث کی روشنی میں

میں نے اپنے عنوان کے تحت قرآنِ پاک کی تقریباً ۱۵/آیتیں پیش کیں، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان آیاتِ کریمہ کے مصداق یا تو تنِ تنہا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں یا مصداق میں دیگر صحابہ کے ساتھ حضرت علی بھی شریک ہیں۔ آیت

قرآنیہ کی طرح بے شمار احادیث کریمہ بھی شانِ علی میں موجود ہیں۔ بلکہ جتنی احادیث حضرت علی کرمہ اللہ وجہہ الکریم کی فضیلت میں آئی ہیں دوسرے کسی صحابۂ کرام کے لئے نہیں ہیں۔ جیسا کہ حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

لم ینقل لاحد من الصحابه ما نقل لعلی. (الاصابة فی تمیز الصحابه ص: ۹۳۹) جتنی حدیثیں حضرت علی کے لئے منقول ہیں اتنی کسی اور صحابی کے لئے نہیں۔

رسولِ باوقار صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمانِ عالیشان نے تو حضرت علی کی رفعتِ منزلت وفضیلت کو دوبالا کر دیا جو حجۃ الوداع کے موقع کے آخری تاریخی خطبہ میں جملہ اصحابِ کرام کی موجودگی میں فرمایا تھا۔ **من کنت مولاہ فعلی مولاہ**۔ میں جس کا آقا ہوں تو علی بھی اس کے آقا ہیں۔

اب میں اپنے موقف پر ترتیب وار ان احادیث کریمہ کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جو شانِ علی میں فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں۔

حدیث نمبر ۱

من احب علیا فقد احبنی ومن احبنی فقد احب الله ومن ابغض علیا فقد ابغضنی ومن ابغضنی فقد ابغض الله. (کنز العمّال، ج ۱۱، ص ۲۳۲)

ترجمہ: جس کسی نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے خدا سے محبت کی، اور جس نے علی سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا، اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے خدا سے بغض رکھا۔

حدیث نمبر ۲

الناس من شجر شتی وانا و علی من شجره واحدة. (صواعق

المحرقه ص: ٤٢٠)

ترجمہ: ساری انسانیت مختلف درختوں سے پیدا کی گئیں لیکن میں اور علی ایک درخت سے ہیں۔

حدیث نمبر۳

عن عمران بن حصین قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ماتریدون من علی ، ماتریدون من علی ماتریدون من علی ان علیا منی وانا منه وهو ولی کل مومن من بعدی.

(ترمذی باب المناقب ص ۸۷، مشکوٰۃ ص:۵۶۴)

ترجمہ: عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم لوگ علی کے متعلق کیا سوچتے ہو، تم لوگ علی کے متعلق کیا سوچتے ہو، تم لوگ علی کے متعلق کیا سوچتے ہو؟ پھر فرمایا بے شک علی مجھ سے اور میں علی سے ہوں اور میرے بعد وہ ہر مومن کے ولی ہیں۔

حدیث نمبر۴

عن سعد بن ابی وقاص قال سمعت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقول من کنت مولاه فعلی مولاه وسمعته یقول انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لانبی بعدی ، وسمعته یقول لا عطین الرایة الیوم رجلا ، یحب الله ورسوله .

(صحیح البخاری جلد اول)

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا جس کا میں

مولیٰ ہوں اس کے علی مولیٰ ہیں، اور یہ بھی فرماتے سنا کہ تم میری جگہ اسی طرح ہو جیسے ہارون موسیٰ کی جگہ پر تھے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور یہ بھی فرماتے سنا میں آج اس شخص کو علم دوں گا جو اللہ و رسول سے محبت کرتا ہے۔

مذکورہ حدیث میں سرکار کا یہ فرمان ''تم میرے بعد اسی طرح ہو جیسے ہارون موسیٰ کی جگہ پر تھے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا'' اس میں صراحت اس بات کی طرف ہے اے لوگو! میرے بعد علی کے دامن سے وابستہ رہنا مزید یہ کہ حضرت علی کو اپنا نائب قرار دیا جیسا کہ حضرت ہارون، حضرت موسیٰ کے قائم مقام تھے۔ نیز حضرت علی کے ہاتھوں میں علم دے کر ان کی عظمت شان کو دوبالا کر دیا تا کہ لوگوں کے دلوں میں ان کی شرافت و بزرگی بیٹھ جائے۔

نوٹ: یہ فرمانِ نبی جنگ خیبر کے موقع پر صادر ہوا تھا۔ (نازؔ)

حدیث نمبر۵

عن ابی ذر قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من اطاعنی فقد اطاع الله ومن عصانی فقد عصی الله ومن اطاع علیا فقد اطاعنی ومن عصی علیا فقد عصانی.

(المستدرك للحاكم جلد ٣، ص : ١٢١)

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے علی کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے علی کی نافرمانی کی

اس نے میری نافرمانی کی۔

حدیث مذکور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کی اطاعت و فرمانبرداری کو اپنی اطاعت وفرمانبرداری قرار دیا اور ان کی نافرمانی کو اپنی نافرمانی بتائی، جس سے آپ کے فضل وکمال اور قدر ومنزلت کا ظہور ہوتا ہے۔

حدیث نمبر ۶

عن براء بن عاذب قال اقبلنا مع رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی حجة التی حج فنزل فی بعض الطریق فامر الصلوٰة جامعة فاخذ بید علی فقال الیس النبی اولیٰ بالمومنین من انفسهم قالوا بلیٰ قال الست اولیٰ بکل مؤمن من نفسه قالوا بلیٰ، قال فهذا مولیٰ من انا مولاه اللهم وال من والاه اللهم عاد من عاداه.

(ابن ماجہ جلد ۱۰، ص ۸۸)

ترجمہ: براء بن عاذب روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے راستے میں ایک جگہ قیام فرمایا اور نمازِ باجماعت قائم کرنے کا حکم دیا، اس کے بعد حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کیا میں مومنوں کی جانوں سے قریب تر نہیں ہوں؟ انہوں نے جواب دیا کیوں نہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ہر مومن کی جان سے قریب تر نہیں ہوں؟ انہوں نے جواب دیا کیوں نہیں، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ (علی) اس کے مولی ہیں جس کا میں مولیٰ ہوں، اے اللہ تو اسے دوست رکھ جو اسے دوست رکھے اور تو اس سے عداوت رکھ جو اس سے عداوت رکھے۔

حدیث نمبر ۷

عن براء بن عاذب قال کنا مع رسول اللّٰه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی سفر فنزلنا بغدیر خم فنودی فینا الصلوٰة جامعةو کسح رسول الله تحت شجر تین فصلی الظهر واخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی اولیٰ بکل مومن من انفسهم قالوا بلی قال الستم تعلمون انی اولیٰ بکل مؤمن من نفسه قالوا بلی قال فاخذ بید علی فقال من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه فلقیه عمر رضی الله عنه بعد ذالک فقال هنیا ابن ابی طالب اصبحت و امسیت مولی کل مومن و مومنة.

(مسند احمد بن حنبل، جلد نمبر ۴، ص ۲۸۱)

ترجمہ: براء بن عاذب سے روایت ہے کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سفر پر تھے، راستے میں ہم نے غدیر خم پر قیام فرمایا وہاں ندا دی گئی کہ نماز کھڑی ہوگئی ہے، اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے دو درختوں کے نیچے صفائی کی گئی، بس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نمازِ ظہر ادا کی اور حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہوں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں ہر مومن کی جان سے زیادہ قریب ہوں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں؟

راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علی مولیٰ ہیں، اے اللہ! تو اُسے دوست رکھ جو اِسے (علی کو) دوست رکھے، تو اُس سے عداوت رکھ جو اِس سے عداوت

رکھے، راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت عمر نے حضرت علی سے ملاقات کی اور ان سے کہا اے ابن ابی طالب! مبارک ہو آپ صبح وشام یعنی ہمیشہ کے لئے ہر مومن ومومنہ کے لئے مولیٰ بن گئے۔

حدیث نمبر ۸۔

عن ابن بریدہ عن ابیه قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من کنت ولیه فعلی ولیه. (مسند احمد بن حنبل ج-۵،ص-۳۶۱)

ترجمہ: حضرت ابن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کا میں ولی ہوں تو علی بھی اس کا ولی ہے۔

حدیث نمبر ۹۔

عن زید بن ارقم قال لما رجع رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من حجة الوداع ونزل غدیر خم امر بروحات فقممنا فقال کانی قد دعیت فاجبت انی قد ترکت فیکم الثقلین احدهما اکبر من الآخر کتاب الله تعالیٰ وعترتی فانظروا کیف تخلفونی فیهما فانهمالن یتفرقا حتی یردا علی الحوض ثم قال ان الله مولائی وانا مولیٰ کل مومن ثم اخذ بید علی فقال من کنت مولاه فهذا ولیه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه.

(المستدرك للحاكم ج-۳، ص-۱۰۹)

ترجمہ: زید بن ارقم سے روایت ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے تو غدیر خم پر قیام فرمایا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سائبان لگانے کا حکم دیا اور وہ لگا دیئے گئے پھر فرمایا مجھے لگتا

ہے کہ عنقریب مجھے (وصال کا) بلاوا آنے کو ہے، جسے میں قبول کرلوں گا، تحقیق میں تمہارے درمیان دو اہم چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں، جو ایک دوسرے سے بڑھ کر اہمیت کی حامل ہیں ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری آل، اب دیکھنا یہ ہے کہ ان دونوں کے ساتھ تم میرے بعد کیا سلوک کرتے ہو، اور وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گی، یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر میرے سامنے آئیں گی۔ پھر فرمایا بے شک اللہ میرا مولیٰ ہے اور میں تمام مومنین کا مولیٰ ہوں پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے یہ مولیٰ ہیں، اے اللہ تو اسے دوست رکھ جو اسے دوست رکھے اور تو اس سے عداوت رکھ جو اس سے عداوت رکھے۔

حدیث نمبر ۱۰۔

عن سعد بن ابی وقاص رضی الله عنه قال لقد سمعت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقول فی علی ثلاث خصال لان یکون لی واحدة منهم احب الی من حمر النعم سمعته یقول انه بمنزلة هارون من موسیٰ، الا انه لانبی بعدی، وسمعته یقول لا عطین الرایة غدا رجلا یحب الله ورسوله ویحبه الله و رسوله وسمعته یقول من کنت مولاه فعلی مولاه. (کنز العمال ج-۱۵، ص-۱۰۱۳)

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی کی تین خصلتیں ایسی بتائی ہیں کہ اگر میں ان میں سے ایک کا بھی حامل ہوتا تو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی۔ (پہلی) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (ایک موقع پر) ارشاد فرمایا علی میری جگہ پر اسی طرح ہیں جیسے ہارون موسیٰ کی جگہ پر تھے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں، (دوسری) اور فرمایا میں کل اس شخص کو علم

عطا کروں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے، اور اللہ اور اسکے رسول اس سے محبت کرتے ہیں (تیسری)، (راوی کہتے ہیں کہ) میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس موقع پر یہ فرماتے ہوئے بھی سنا جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علی مولیٰ ہیں۔

حدیث نمبر ۱۱

عن رفاعه بن اياص الضبى عن ابيه عن جده قال كنا مع على يوم الجمل فبعث الى طلحة ابن عبيد الله ان لقيه ، فاتاه طلحة قال انشدك الله هل سمعت رسول الله يقول من كنت مولاه فعلى مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه قال نعم قال فلم تقتلو نى قال لم اذكر قال فانصرف طلحة.

(المستدرك للحاكم ج-۳، ص-۳۷۱)

ترجمہ: رفاعہ بن ایاس ضبی اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم جمل کے دن (جنگ کا نام) حضرت علی کے ساتھ تھے، آپ نے طلحہ بن عبید اللہ کی طرف ملاقات کا پیغام بھیجا، پس طلحہ ان کے پاس آئے، آپ نے فرمایا، کہ میں آپ کو قسم دیتا ہوں، کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علی مولیٰ ہیں، اے اللہ تو اسے دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے، اور تو اس سے دشمنی رکھ جو اُسے دشمن رکھے، حضرت طلحہ نے کہا کہ ہاں، بعدہ حضرت علی نے کہا تو پھر میرے ساتھ کیوں جنگ کرتے ہو؟ طلحہ نے کہا مجھے یہ بات یاد نہیں تھی راوی نے کہا پھر حضرت طلحہ واپس چلے گئے۔

مذکورہ احادیث یعنی حدیث نمبر ۶-۷-۸-۹-۱۰ - ۱۱ / ان تمام احادیث کو اگر آپ بنظر غائر دیکھیں تو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علی بھی مولیٰ ہیں یہ جملہ حضرت علی کی عظمت و رفعت، شان و

عزت کو ظاہر کرتا ہے۔ کیونکہ خاتم الانبیاء نے حضرت علی کی نسبت اپنی جانب کی۔ اور اپنا نائب قرار دیا۔ ظاہر ہے کہ حضرت علی کی ذاتِ بابرکات کوئی عام ذات نہیں ہے۔ بلکہ ان کی ذات جامع الصفات اور بحرالخصائص کا مظہر اعلیٰ ہے۔

نیز اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ حضرت علی مشکل کشا سے دشمنی گویا نبی کون و مکاں سے دشمنی کرنا ہے، اور ان سے الفت و محبت رکھنا نبی سے الفت و محبت کی دلیل ہے۔ بالکل صراحت اس بات کی ہے کہ علی کی محبت جزءِ ایمان ہے۔ لہٰذا اپنے ایمان کو حضرت علی کی محبت سے کامل کرنا بے حد ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ جملہ مسلمان کو علی کی محبت میں جینے مرنے کا سلیقہ عطا فرمائے۔

حدیث نمبر ۱۲

انا مدينة العلم وعلى بابها. (تاريخ الخلفاء ص-۲۴۷)

میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔

حدیث نمبر ۱۳

انا دارالحكمة وعلى بابها. (ترمذی ص-۷۷۵)

میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔

مذکورہ دونوں حدیثوں میں آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی کو علم کے شہر کا دروازہ قرار دیا، گویا جو شہر میں داخل ہونا چاہے تو اسے اولاً دروازے پر دستک دینی پڑے گی جس طرح بغیر دروازہ کے اندرونِ خانہ رسائی نہیں ہوسکتی یونہی بغیر علی کے نبی کی گدائی نہیں مل سکتی کیونکہ جسے علی مل گئے اسے نبی مل گئے۔

حدیث نمبر ۱۴

انت سید فی الدنیا والاخرۃ . (المستدرك للحاكم ج-۳، ص-۱۲۸) **ترجمہ**: تم دنیا اور آخرت میں سردار ہو۔

مذکورہ حدیث میں حضرت علی کو دنیا وآخرت دونوں کا سردار قرار دینا اس جملے میں اس بات کی صراحت ہوتی ہے کہ نبی کا تعلق حضرت علی سے صرف اس دنیا تک محدود نہیں بلکہ یہ لگاؤ آخرت میں بھی رہے گا۔ یعنی جس طرح اس دنیا میں حضرت علی نائب نبی ہیں، اسی طرح آخرت میں بھی نائب نبی ہوں گے۔

مزید اس میں عام مسلمانوں کے لئے خوشخبری ہے کہ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت دائمی طور پر کارگر ثابت ہوتی ہے۔ (نازؔ عفی عنہ)

حدیث نمبر ۱۵

الحسن والحسین سید شباب اھل الجنۃ وابوھما خیر منھما . (سنن ابن ماجه باب فضل علی)

ترجمہ: حسن اور حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں ان دونوں کے والدین اُن سے بہتر ہیں۔

مذکورہ حدیث میں حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو جنت کا سردار قرار دینا اور حضرت علی کو ان سے بہتر قرار دینا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت علی کی عظمت ارفع واعلیٰ ہے۔ کیونکہ قاعدۂ کلیہ ہے کہ کسی شئ کا وجود جس کے سبب ہوتا ہے وہ سبب اس شی سے ممتاز ہوتا ہے۔ اس میں حسنین کریمین کا وجود حضرت علی کی ذات سے ہے۔ تو گویا قاعدۂ کلیہ کے حساب سے حضرت علی کی ذات ممتاز ہے۔

شانِ علی احادیثِ موقوفہ کی روشنی میں

اب تک ہم نے شانِ علی کو ان احادیث ملاحظہ کیا جو رسولِ کائنات علیہ التحیۃ والثناء کے فرمودات ہیں۔ اب ہم ان احادیث کو پیش کرنے جارہے ہیں جو اقوال صحابہ ہیں کیونکہ صحابی کے قول وفعل وتقریر کو حدیث موقوف کہتے ہیں، آیئے ملاحظہ کریں کہ علی کے بارے میں اصحاب کرام کیا فرماتے ہیں؟

قول حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

لایفتین احد فی المسجد وعلی حاضر .

(الاستيعاب ج-۲، ص-٤٧٥)

ترجمہ: حضرت علی کی موجودگی میں مسجد نبوی کے اندر ہرگز کسی کو فتویٰ دینے کا حق نہ تھا۔

حضرت ابی حزن بن اسود فرماتے ہیں کہ ایک مجنونہ عورت نے شادی کے چھ ماہ کے بعد بچہ جنا تو لوگوں نے اس عورت پر زنا کا الزام لگایا، حضرت عمر نے اس عورت پر رجم کرنے (پتھر سے مارنا) کا ارادہ ظاہر کیا۔ جب یہ بات مولائے کائنات حضرت علی نے سنی تو آپ نے فرمایا کہ چھ مہینے کے بعد بھی بچہ پیدا ہوسکتا ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وحملہ وفصالہ ثلاثون شھرا . (الاحقاف) اور بچہ حمل میں رہنے اور اس کے دودھ چھوڑنے کی مدت تیس مہینے ہے اور دودھ چھڑانے کی مدت دو برس کی ہے، فرمایا **وفصالہ عامین** ۔ لہٰذا چوبیس ماہ دودھ چھڑانے اور چھ ماہ حمل میں رہنے کے پورے تیس ماہ ہوئے، حضرت علی کی اس فقیہانہ گفتگو کو سماعت کرنے کے بعد رجم کا ارادہ ترک کیا اور فرمایا۔

لولا علی لھلک عمر . یعنی علی نہ ہوتے اگر تو عمر ہلاک ہو جاتا۔
(الاستیعاب جلد۲-ص۴۷۴، الریاض النضرہ جلد۲، صفحہ۲۵۶)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا بیان

جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ کی بیعت نہ کی جاتی تو آپ کس کی بیعت کا حکم دیتے تو آپ نے فرمایا علی کی بیعت کا حکم دیتا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں کے زیادہ جانکار اب صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذات ہے۔ (تاریخ الخلفاء ص-۱۷۵، الریاض النضرہ جلد۲، صفحہ۲۵۵)

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب ناراض ہوتے تو حضرت علی کے سوا دوسرا گفتگو کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا تھا۔ (تاریخ الخلفاء ص۱۷۵)

اور فرمانِ رسول ہے، من سب علیا فقد سبنی ۔ترجمہ: جس نے علی کو گالی دیا اس نے گویا مجھے گالی دی۔ (مشکوٰۃ ص۵۶۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم سب میں حضرت علی بہترین فیصلے کرتے تھے۔ (تاریخ الخلفاء ص-۷۵)

حضرت ابو طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہما کا بیان

میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خطبہ میں حاضر تھا، آپ نے اپنے خطبے

میں فرمایا:

سلونی فوالله لاتسئلونی عن شئی یکون الی یوم القیامة الا حدثتکم بہ ۔یعنی قیامت تک ہونے والی جس چیز کے بارے میں سوال کرو میں اس چیز کے بارے میں تمہیں بتادوں گا۔ (خالص الاعتقاد۔ص-۴۴)

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ کا بیان

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ میں صرف حضرت علی ہی فرمایا کرتے تھے کہ جو مسئلہ مجھ سے پوچھنا چاہو وہ پوچھ لو۔ (تاریخ الخلفاء ص-۱۷۵)

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان

حضرت علی میں علم کی قوت، پختگی، مضبوطی اور استقلال موجود تھا، خاندان بھر میں آپ کی بہادری مشہور تھی، آپ پہلے اسلام لائے، آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے داماد تھے، احکام فقہ وسنت میں ماہر تھے، جنگی جرأت اور مال و دولت کی بخشش میں ممتاز تھے۔

اللہ نے قرآنِ حکیم میں بعض مقامات پر دوسرے صحابہ کو عتاب کے ساتھ ذکر کیا ہے لیکن حضرت علی کو مدح کے ساتھ یاد کیا ہے۔ (تاریخ الخلفاء ص-۱۷۵)

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان

مدینہ میں احکام ورثہ وترکہ اور فیصلہ جات فیصلہ صادر کرنے میں حضرت علی سب سے زیادہ عالم ودانا تھے۔ (تاریخ الخلفاء ص-۱۷۵)

ہم لوگ آپس میں بات کرتے تھے کہ مدینہ میں سب سے اچھا فیصلہ حضرت علی کرتے تھے۔ (تاریخ الخلفاء ص۱۷۵)

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرمان رسول ہے کہ جس نے علی کو تکلیف دی گویا اس نے مجھے تکلیف دی۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۷۵)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا کہ جس طرح کفار سے اس وقت جنگ کی تھی جب کہ انہوں نے نزول قرآن سے انکار کیا تھا اسی طرح تم ان لوگوں سے جنگ کرو جو قرآن کریم کی حفاظت نہ کریں گے۔

(تاریخ الخلفاء ص ۱۷۶)

ہمارے نزدیک حضرت علی سے بغض رکھنا منافق کی علامت تھی۔ (شانِ اہل بیت)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا بیان

پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے اے علی! سب سے زیادہ بدبخت دو آدمی ہیں ایک احیمر یہ ثمود کی قوم کا وہ تھا جس نے حضرت صالح کی اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں اور دوسرا وہ شقی ہوگا جو اے علی تم کو قتل کرے گا اور خون سے تمہاری داڑھی تر ہوگی۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۷۷)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان

قرآن شریف میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو ارشاد فرمایا ”فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لاتعلمون“۔ یعنی تم سوال کرو اہل علم سے اگر تم نہ جانتے ہو۔

اس آیتِ کریمہ کے تعلق سے حضرت علی فرماتے تھے قال علی ابن

ابی طالب نحن اهل الذکر۔ ہم اہل ذکر ہیں۔ (شانِ اہل بیت ص ۵۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان

رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت تین آدمیوں علی، عمار وسلمان کی مشتاق ہے۔ (المستدرك للحاكم جلد ۳، ص : ۱۳۷)

خصوصیاتِ علی

شانِ علی میں آیاتِ قرآنیہ واحادیث مرفوعہ وموقوفہ کے مطالعہ کے بعد ہمارے اذہان وقلوب منور ہو جاتے ہیں۔ محبت علی، عشق رسول میں اضافہ ہوتا ہے، یقیناً آپ کی ذات جامع الصفات تھیں، بے شمار خصائل محمودہ واوصافِ حمیدہ کے حامل تھیں، لیکن ان کی ذاتِ بابرکات میں پانچ ایسی خاصیتیں ہیں جو دوسروں سے ممتاز ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

(۱) آپ ہی بچوں میں سب سے پہلے ایمان لائے۔

(۲) وہ عربی و عجمی میں پہلے ایسے شخص ہیں جنہوں نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔

(۳) آپ وہ ہیں جن کے ہاتھ میں ہر جنگ کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علَم (جھنڈا) ہوا کرتا تھا۔

(۴) آپ وہ ہیں جو اس وقت بھی حضور کے ساتھ رہے جبکہ دوسروں کے لئے آپ ﷺ کا ساتھ دینا مشکل ہوگیا۔

(۵) آپ نے ہی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غسل دیا اور قبر مبارک میں اُتارا۔

اقوالِ علی بزبانِ علی

حضرت شیر خدا علی کرم اللہ وجہہ کی ذات جامع الصفات تھی اس لئے جب بھی ان کے اقوال، ارشادات اور فرمودات پر نظر محبت ڈالتے ہیں تو حقیقت نظروں کے سامنے آتی ہے کہ آپ کی ذات نے مسلمانوں کے لئے ہر میدان میں رہبری کا کام کیا ہے۔ ذیل میں آپ کے اقوال کو پیش کیا جاتا ہے تاکہ اس کے ذریعہ ایک ذی شعور انسان اپنی زندگی میں انقلاب لا سکے اور اس پر عمل پیرا ہو کر کامیاب زندگی بسر کر سکے۔ اپنے آپ کو خدا کا بندہ اور غلام رسول کہلوانے میں فخر حاصل کرے۔

۱۔ جب دنیا کسی پر مہربان ہوتی ہے تو دوسرے شخص کی خوبیاں بھی اس کو دے دیتی ہے، اور جب اس سے منہ موڑتی ہے تو اپنی خوبیاں بھی چھین لیتی ہے۔

۲۔ لوگوں کے ساتھ ملاپ رکھو تا کہ جب تم مر جاؤ تو وہ تم پر روئیں اور جب تک تم زندہ رہو وہ تم سے محبت کا برتاؤ کرتے رہیں۔

۳۔ اگر تم اپنے دشمن پر قابو پا جاؤ تو قابو پانے کے شکریہ میں اسے معاف کر دو۔

۴۔ وہ شخص ناکام ہے جو اپنے بھائیوں کی دوستی حاصل نہ کر سکے لیکن سب سے زیادہ وہ ناکام ہے جو اپنے بھائیوں کی دوستی حاصل کرنے کے بعد پھر اسے کھو دے۔

۵۔ اگر تم انعام دینے والے یا نعمت دینے والے کا شروع میں ہی شکریہ ادا

نہیں کرو گے تو آئندہ حاصل ہونے والی نعمت کھو دو گے۔

۶۔ تم صاحبِ مروت (یعنی عقلمند، معظم و مکرم) لوگوں کی لغزشوں کو نظر انداز کر دیا کرو۔ کیونکہ ان میں جو شخص لغزش کھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے دست قدرت سے اٹھاتا ہے۔

۷۔ بڑے سے بڑے گناہوں کا کفارہ یہ ہے کہ مظلوموں کی مدد کی جائے اور مصیبت زدہ لوگوں کی تکلیفوں کو دور کیا جائے۔

۸۔ کوئی شخص کسی بات کو خواہ کتنا ہی کیوں نہ چھپائے لیکن کبھی نہ کبھی بلا ارادہ بلا سوچے سمجھے اس کی زبان یا اس کے چہرے سے ظاہر ہو جائے گی۔

۹۔ جب تک بیماری کی حالت میں ہو سکتا ہے کام کئے جاؤ۔

۱۰۔ بہترین تقویٰ یہ ہے کہ اپنے تقویٰ کو چھپایا جائے۔

۱۱۔ سخی بنو مگر فضول خرچی سے بچو، میانہ روی (یعنی بیچ کا راستہ) اختیار کرو لیکن کنجوس نہ بنو۔

۱۲۔ عاقل کی زبان اس کے دل کی فرمانبردار ہوتی ہے اور بے وقوف کا دل اس کے زبان کا فرمانبردار رہتا ہے۔

۱۳۔ اگر کسی غلطی سے تم کو تکلیف پہنچی ہے تو اللہ کے نزدیک یہ غلطی اس نیکی سے اچھی ہے جس سے تم کو گھمنڈ آئے۔

۱۴۔ نیک دل انسان کے حملہ سے ڈرو جب وہ بھوکا ہو اور کمینے شخص کے حملہ سے بچو جب وہ پیٹ بھرا ہو۔

۱۵۔ سخاوت وہ ہے جو بلا مانگے کی جائے، مانگنے پر سخاوت نہیں ہوتی ہے۔

۱۶۔ عقل سے بڑھ کر کوئی دوست نہیں، جہالت سے بڑھ کر کوئی فقیری نہیں۔ ادب سے بڑھ کر کوئی میراث نہیں، مشورہ سے بڑھ کر کوئی مددگار نہیں۔

۱۷۔ صبر دو قسم کا ہوتا ہے ایک صبر اس چیز پر جسے تو ناپسند کرتا ہے اور ایک صبر

اس چیز پر تو جسے پسند کرتا ہے۔

۱۸۔ قناعت وہ مال ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا ہے۔

۱۹۔ مال شہوتوں کا مادہ ہے۔

۲۰۔ جس شخص نے تجھے ڈرایا وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے تجھے خوش خبردی۔

۲۱۔ کسی حاجت مند کو تھوڑی چیز دینے سے نہ شرماؤ، کیونکہ بالکل ہی نہ دینا اس سے بہت برا ہے۔

۲۲۔ ناشکری فقیری کا زینہ (سیڑھی) ہے اور شکر دولت کا۔

۲۳۔ جب عقل کامل (مکمل طور پر) ہو جاتی ہے تو کلام گھٹ جاتا ہے (یعنی عقلمند لوگ بہت کم گفتگو کیا کرتے ہیں۔)

۲۴۔ حکمت مومن کی گمشدہ چیز ہے اس لئے اگر حکمت منافقوں کے پاس بھی ملے تو وہاں سے بھی حاصل کرو۔

۲۵۔ کسی شخص کی قیمت وہی ہوتی ہے جو وہ خود اپنے لئے مقرر کرتا ہے۔

۲۶۔ جس شخص نے اپنے اور اللہ کے درمیان معاملہ صحیح رکھا اللہ تعالیٰ اس کے اور دوسرے لوگوں کے درمیان میں بھی معاملہ صحیح رکھے گا، جس نے اپنی آخرت سدھار لی اللہ اس کی دنیا بھی سدھار دے گا، جس شخص کا نفس اس کا نگہبان ہوا اللہ تعالیٰ اس پر اپنا نگہبان مقرر کر دیتا ہے۔

۲۷۔ اپنے جسموں کو سردی کی شروعاتی اور آخری دور میں حفاظت کرو کیونکہ سردی جسموں پر وہی عمل کرتی ہے جو درختوں پر کرتی ہے شروع میں انہیں جلا دیتی ہے، اخیر میں انہیں ہرا بھرا کر دیتی ہے۔

۲۸۔ کوئی دوست اس وقت تک دوست نہیں بن سکتا جب تک وہ تین موقعوں پر اپنے بھائی کی برائی بیان کرنے سے باز نہ آجائے، (۱) اس کی مفلسی

کے وقت (۲) اس کی غیر موجودگی میں (۳) اس کے مرنے کے بعد۔

۲۹۔ فکر میں رہنا اور اپنے آپ کو فکر میں ڈالنا اپنے کو آدھے بڑھاپے پر لے جانا ہے۔

۳۰۔ انسان اپنی زبان کے نیچے چھپا رہتا ہے۔

۳۱۔ اکثر اوقات ایک لقمہ کئی لقموں کو روک دیتا ہے۔

۳۲۔ جب تم اپنے دل سے برائی کو ختم کر دو گے تب جا کے تم دوسروں کے دل سے بھی برائی کا قلعہ ختم کر دو گے۔

۳۳۔ جس طرح جہالت کی بات کہنے میں کوئی قسم کی بھلائی نہیں ہے اسی طرح حکمت کی بات پر خاموش رہنے میں بھی بھلائی نہیں ہے۔

۳۴۔ اے آدم کی اولاد! تو اپنی مقررہ روزی سے زیادہ جو کچھ کمائے اس میں تیرے بھائی تیرے شریک ہیں اور اس مال پر نگہبان کی حیثیت رکھتا ہے۔

۳۵۔ ہر برتن آخر کار بھر ہی جاتا ہے لیکن علم کا برتن کبھی نہیں بھرتا۔

۳۶۔ تکلیف کو برداشت کرنا سیکھو کیونکہ جو شخص تکلیف برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا وہ ساری عمر ملامت کرتا ہے۔

۳۷۔ نیک انسان کا بہتر کام یہ ہے کہ دوسرے لوگوں کے ان عیوب سے چشم پوشی کرے جو اس کے علم میں آئے۔

۳۸۔ وہ لوگ جو اپنی کسی غرض کو سامنے رکھ کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں وہ تاجروں جیسی عبادت کرتے ہیں، جو اللہ سے ڈر کر عبادت کرتے ہیں غلاموں کی سی عبادت کرتے ہیں، اور جو لوگ اللہ کی نعمتوں کے شکریہ میں عبادت کرتے ہیں وہ آزاد بندوں کی سی عبادت کرتے ہیں۔

۳۹۔ جو شخص چھوٹے ہاتھ سے سخاوت کرتا ہے اسے لمبے ہاتھ سے دیا جاتا

ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص نیکی کی راہ میں اپنا مال خواہ وہ کتنا تھوڑا ہی کیوں نہ ہو خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بہت بڑھ چڑھ کر انعام دیتا ہے۔

۴۰۔ دنیا کی کڑواہٹ پن آخرت کی مٹھاس پن ہے اور دنیا کی مٹھاس پن آخرت کی کڑواہٹ پن ہے۔

۴۱۔ تھوڑا کام جس پر ہمیشگی اختیار کی جائے اس بڑے کام سے بہتر ہے جو انسان کو تھکا دے اور آخر اسے چھوڑنا پڑے۔

۴۲۔ بے وقوف کے ساتھی نہ بنو، کیونکہ وہ اپنے کاموں کو تمہاری نظروں میں اچھا دکھانے کی کوشش کرے گا اور یہ بھی چاہے گا کہ تم بھی اسی طرح بن جاؤ۔

۴۳۔ تیرے دوست تین ہیں اور تیرے دشمن بھی تین ہیں۔ تیرے دوست یہ لوگ ہیں۔(۱) تیرا دوست (۲) تیرے دوست کا دوست (۳) تیرے دشمن کا دشمن۔ اسی طرح تیرے دشمن یہ ہیں۔(۱) تیرا دشمن (۲) تیرے دوست کا دشمن۔(۳) تیرے دشمن کا دوست۔

۴۴۔ انسان اپنے بیٹے کے کھونے پر سوسکتا ہے لیکن مال کے ختم ہونے پر صبر نہیں کرسکتا، اور نہ ہی سوسکتا ہے۔(مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے اولاد کی موت پر صبر تو کرسکتا ہے لیکن مال چھن جانے پر صبر نہیں کرسکتا ہے۔)

۴۵۔ تیرے آنکھ کا پانی (شرم) اس وقت تک باقی رہ سکتا ہے جب تک تو سوال نہ کرے جو نہی سوال کرے گا یہ پانی (شرم) ڈھل جائے گا۔

۴۶۔ جو شخص بغاوت کی تلوار بناتا ہے وہ اسی تلوار سے قتل کیا جاتا ہے۔ جو شخص گہرے پانی میں گھستا ہے غرق ہوجاتا ہے، جو شخص برائیوں کے اڈوں پر

جاتا ہے وہ بھی برائیوں کا جڑ بن جاتا ہے۔

۴۷۔ جو شخص باتونی (زیادہ بات کرنے والا) ہوگا وہ زیادہ غلطیاں کرے گا اور جو زیادہ غلطیاں کرے گا اس کی شرم کم ہوگی، جس کی شرم کم ہوگی اس کی پرہیزگاری میں فرق ہوجائے گا، جس کی پرہیزگاری میں فرق آجائے گا اس کا دل مرجائے گا، اور جس کا دل مرجائے گا وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔

۴۸۔ جو شخص دوسرے لوگوں کے عیب دیکھ کر انہیں برا جانتا ہے لیکن پھر خود وہی عیب اختیار کرلیتا ہے تو اس سے بڑا کوئی بے وقوف نہیں ہوتا۔

۴۹۔ جس چیز کا تجھے علم نہیں، اس کے بارے میں کوئی لفظ زبان سے نہ نکال۔

۵۰۔ جس نے حق کا مقابلہ کیا وہ شکست کھائے گا یعنی وہ ہارے گا۔

۵۱۔ دو شخص کبھی سیر نہیں ہوتے (یعنی ان کا پیٹ نہیں بھرتا) (۱) علم کا طالب (۲) مال کا طالب۔

۵۲۔ جو شخص چار باتیں کرے گا، چار چیزوں سے کبھی محروم نہیں رہے گا۔(۱) دعا کرنے والا منزل پانے سے۔(۲) توبہ کرنے والا قبولیت سے (۳) استغفار کرنے والا مغفرت سے (۴) شکر کرنے والا زیادتی سے۔

۵۳۔ امیری میں سفر بھی وطن ہے اور غریبی میں وطن بھی سفر ہے۔ یعنی امیر انسان جہاں بھی سفر کرے گا تو وہ مسافر ہر جگہ کو اپنا وطن ہی مانتا ہے اور وہیں زندگی کی خواہش رکھتا ہے، اور غریب انسان اگر چہ وطن میں رہتا ہے مگر محنت ومزدوری کی وجہ سے ہمیشہ بھاگ دوڑ میں لگا رہتا ہے جس کی وجہ سے گھر بھی ہونے کے باوجود پرائے وطن پردیس کے مانند لگتا ہے۔

۵۴۔ کتنی عقلیں ہیں جو حاکموں کی خواہشات کے نیچے دبی ہوتی ہیں۔

۵۵۔ آدمی کی ایمانداری کا پتہ اس کی امانت داری سے لگتا ہے۔

۵۶۔ تمہارا بھائی وہی ہے جو تکلیف میں بھی تمہاری مدد کرے۔
۵۷۔ دولت مندی کا اظہار شکر سے ہوتا ہے۔
۵۸۔ قرض کو ادا کرنا دین کی باتوں میں سے ہے۔
۵۹۔ اپنی اولاد کو ادب سکھاؤ انہیں نفع دے گا۔
۶۰۔ خطاوار انسان کے ساتھ بھلائی سے پیش آؤ اچھائی سرداری کو پہنچو گے۔
۶۱۔ اس زمانے کے لوگ عیبوں کی جستجو میں رہتے ہیں۔
۶۲۔ نفس کو صبر کے بعد کامیابی کی خوشخبری دو۔
۶۳۔ مال کی برکت ادائے زکوٰۃ میں ہے۔
۶۴۔ دنیا کو آخرت کے بدلے بیچ ڈالو نفع اٹھاؤ گے۔
۶۵۔ انسان کا اللہ کے خوف سے رونا آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔
۶۶۔ کام صبح ہی شروع کردو کامیابی کو پاؤ گے۔
۶۷۔ سنیچر اور جمعرات کو بہت برکت ہے۔
۶۸۔ اپنی اچھائی کو احسان جتا کر ختم نہ کرو۔
۶۹۔ خدا پر بھروسہ کر لو یہ تمہارے لئے کافی ہے۔
۷۰۔ آدمی کا نماز میں سستی کرنا ضعفِ ایمان کی وجہ سے ہوتا ہے۔
۷۱۔ آخرت کا ثواب دنیا کی نعمتوں سے بہتر ہے۔
۷۲۔ حلم و بردباری میں انسان کی خوبی و جمال ہے۔
۷۳۔ جھوٹ و باطل زیادہ ٹک نہیں سکتا اور حق و سچ ہمیشہ قائم رہتا ہے۔
۷۴۔ بات کی اچھائی وخوبی مختصر کرنے میں ہے۔
۷۵۔ فقیروں کے ساتھ بیٹھو شکر گزاری تم میں بڑھ جائے گی۔
۷۶۔ مرد کا زیور ادب ہے خوش اخلاقی بھی اچھی چیز ہے۔
۷۷۔ نفس امارہ کے مخالف بن بیٹھو چین سے رہو گے۔

۷۸۔ ہر شخص کے ساتھ بیٹھنے سے اس کی عقل کا پتہ چلتا ہے۔
۷۹۔ دل کی دوا قضائے الٰہی پر راضی رہنا ہے۔
۸۰۔ انسان کی عقل کی پہچان اس کا قول ہے اور اصلیت کی پہچان اس کا فعل۔
۸۱۔ غصہ کو قابو رکھا کرو، انجام بہت اچھا ہوگا اور آدمی کی لذت لالچ میں ہے۔
۸۲۔ فصیح اللسان ہونا اور اچھی گفتگو کرنا پونجی ہے۔
۸۳۔ علم کا مرتبہ سب سے اوپر ہے۔
۸۴۔ تمہارا رزق تم کو خود ڈھونڈھتا ہے چین سے رہو۔
۸۵۔ نفس کے غلبہ کے وقت حق کی رعایت کر۔
۸۶۔ صالحین کی کثرت رحمت کے سبب میں ہے۔
۸۷۔ علم والے کا زہد اس کے حق میں رحمت ہے۔
۸۸۔ انسان کی سلامتی زبان کو بند رکھنے میں ہے۔
۸۹۔ امت کے سردار فقیہ لوگ ہیں۔
۹۰۔ علم کا عیب ڈینگ مارنا ہے۔
۹۱۔ دولت مند کا بخل عذاب ہے۔
۹۲۔ قرآن پڑھنا صفائے دل میں ہے۔
۹۳۔ تندرستی روزہ رکھنے میں ہے۔
۹۴۔ نیکوں کی صحبت اختیار کرو بدوں سے محفوظ رہو گے۔
۹۵۔ حلال کا کھانا دل کی روشنی ہے۔
۹۶۔ زبان کی چوٹ تلوار کی زخم سے زیادہ سخت ہے۔
۹۷۔ دل کی تنگی ہاتھ کی تنگی سے زیادہ سخت ہے۔
۹۸۔ ادب کی تلاش سونے کی تلاش سے بہت درجہ بہتر ہے۔

۹۹۔ جس نے امیدیں کم کی اس کی زندگی بڑھ گئی۔

۱۰۰۔ حق بات کو مان لینا دین کے قانون کو ماننا ہے۔

۱۰۱۔ آدمی کو نصیحت کرنے والی موت ہے، کافر سخی مسلم بخیل سے بہتر ہے۔

۱۰۲۔ اپنی بات میں نرمی پیدا کرو لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔

۱۰۳۔ حسد کرنے والوں کو سکون نہیں ملتا ہے۔

۱۰۴۔ موت کو بھول جانا دل کے لئے زنگ ہوتا ہے۔

۱۰۵۔ جس میں خلوص نہیں اس کا کوئی دین نہیں۔

۱۰۶۔ جھوٹ کی کوئی عزت نہیں فاسق کی کوئی جگہ نہیں، چغلخور پل بھر میں مہینوں کے فتنہ کا اثر پیدا کردیتا ہے۔

۱۰۷۔ جو مقدر میں ہوتا ہے وہ ضرور ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا نصیحتوں سے اپنے قلوب کو منور کیجئے اور اپنی زندگی کو سنواریئے۔ اللہ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ سیدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔



ماٰخذ و مراجع

۱۔	قرآن کریم	
۲۔	کنزالایمان	اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی
۳۔	تفسیر خزائن العرفان	صدرالافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی
۴۔	الکشف والبیان فی تفسیر القرآن	امام ابواسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی
۵۔	تفسیر خازن	علامہ ابن کبیر
۶۔	تفسیر کشاف	ابوالقاسم محمد بن عمر وزمخشری
۷۔	جامع القرآن عن تاویل آیاتِ القرآن	ابوجعفر بن محمد جریر طبری
۸۔	تفسیر نعیمی	حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی
۹۔	صحیح البخاری	علامہ ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری
۱۰۔	شفا شریف	القاضی ابوالفضل عیاض
۱۱۔	ترمذی شریف	ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی
۱۲۔	ابن ماجہ	امام ابوعبداللہ ابن ماجہ
۱۳۔	مسند احمد بن حنبل	امام احمد بن حنبل
۱۴۔	مشکوٰۃ شریف	شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ تبریزی
۱۵۔	کنز العمال	علاؤالدین علی بن حسام الدین المتقی
۱۶۔	المستدرک للحاکم	امام حافظ ابوعبداللہ الحاکم
۱۷۔	الاستیعاب	ابوعمر یوسف بن عبداللہ
۱۸۔	الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ	شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی

۱۹۔	تاریخ دمشق ابن عساکر	حافظ ابوالقاسم علی ابن حسن بن ہبیت اللہ الشافعی
۲۰۔	حلیة الاولیاء	امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی
۲۱۔	سیرت ابن ہشام	علامہ ابومحمد عبدالملک ابن ہشام ابن ایوب
۲۲۔	الریاض النضرہ	
۲۳۔	خالص الاعتقاد	اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی
۲۴۔	علموا اولادکم محبة آل بیت النبی	
۲۵۔	تاریخ الخلفاء	علامہ جلال الدین بن عبدالرحمٰن سیوطی
۲۶۔	شانِ اہل بیت	علامہ محمد شفیع اوکاڑوی
۲۷۔	الصوعق المحرقہ	علامہ جلال الدین سیوطی

☆☆☆

برائے رابطہ:

محمد منظر مصطفےٰ نازؔ اشرفی

خطیب و امام
سنّی جامع حنفیہ مسجد
محلہ نیہ مکرانہ

مدرس
جامعہ حنفیہ نجم العلوم
جامعہ روڈ مکرانہ

رہائش: 103، کاشانۂ اشرف، متصل اسلامیہ مسجد، محلّہ اسلام پورہ، مکرانہ ضلع ناگور (راجستھان)

موبائل: 09529430565,09214828214 ☆ ای میل: naazmf786@gmail.com

منقبت

شہر علم نبی کے ہے در مرتضیٰ
باخدا علم کے بحر و بر مرتضیٰ

دخترِ شاہِ کونین کے تاجِ سر
سیدانِ جناں کے پدر مرتضیٰ

فاتح لشکر شرو خیبر شکن
کہ شجاعت کے بھاری شجر مرتضیٰ

ان کے در سے ولایت کا باڑہ بٹے
سارے ولیوں کے ہیں راہ بر مرتضیٰ

خاندانِ نبوت کی ہے جو بقا
اس گھرانے کے تھے بام و در مرتضیٰ

ہے لقب ان کا شیر خدا بالیقیں
دینِ احمد کے شیرِ ببر مرتضیٰ

نازؔ بھی آپ کے مدح خوانوں میں ہے
اس پہ بھی ہو کرم کی نظر مرتضیٰ

☆☆☆

نتیجۂ فکر: محمد منظر مصطفےٰ نازؔ